Geography of The Punjab
By G. Singh 1903 G.K.V.

نوٹ

۹۔ نومبر ۱۹۰۱ء کے انتظام کی رو سے شمال مغربی سرحدی صوبے کے قائم ہونے پر اس کتاب میں بہت کچھ ترمیم کی ضرورت پڑی ہے۔ مگر ملکی انتظام کے متعلق بعض امور ابھی تک مفصل طور پر شائع نہیں ہوئے۔ اس لئے فی الحال مجمل طور پر ابتدائی اڈیشن شائع کیا جاتا ہے۔ آئندہ اڈیشن میں مفصل حالات درج کئے جائینگے *

فہرستِ مضامین

پنجاب اور شمالِ مغربی سرحدی صوبے کا جغرافیہ

لفظِ پنجاب فارسی زبان کے دو لفظوں یعنی پنج اور آب سے مرکّب ہے۔ اِس کے معنی پانچ دریاؤں کا مُلک ہے۔ وہ پانچ دریا جن کے باعث اِس مُلک کا یہ نام قرار پایا۔ یہ ہیں۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم۔

پہلے زمانے میں پنجاب صرف اُس مُلک کو کہتے تھے۔ جو دریائے سندھ اور ستلج کے مابین ہے۔ پھر اُس میں اِن دونو دریاؤں کے پار کا اور بھی بہت سا علاقہ شامل ہوگیا تھا۔ مگر اب ۹۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے اِنتظام کی رُو سے کچھ سرحدی علاقہ پھر علیحدہ ہوگیا ہے۔ جس قطعۂ زمین کو اب پنجاب بولتے ہیں۔ اُس کا طول زیادہ سے زیادہ ۶۱۵ میل ہے۔ اور عرض زیادہ سے زیادہ ۵۶۰ میل۔ اور خاص انگریزی علاقے کا رقبہ ۹۷۲۰۹ مربّع میل ہے۔ اُس میں سے ۴۷۰۷۶۹ مربّع میل میں تو کھیتی ہوتی

ہے۔ اور ۴۴۰۴ ۲۸ مُربّع میل ایسا ہے۔ کہ وہاں کھیتی ہو سکتی ہے۔ اور ۱۳۵۹۳ مُربّع میل شور ہے + کُل زرِ مالگُزاری ۲۶۲۵۱۲۰۰ روپئے ہے۔ پنجاب کا صدر مقام شہرِ لاہور ہے۔ یہاں سرکارِ انگریزی کی طرف سے ایک اعلےٰ حاکم رہتا ہے۔ جس کو نوّاب لفٹنٹ گورنر کہتے ہیں۔ پنجاب کے اور سب حاکم اُس کے ماتحت ہیں۔ اِس مُلک میں ہندو۔ مُسلمان۔ سکھ۔ عیسائی سب قوموں کے آدمی بستے ہیں۔ مگر مُسلمان زیادہ ہیں۔ انگریزی علاقے کی آبادی ۱۹ ۲۲۴۵۵۸ ہے۔ جن میں سے سکھ ۱۵۴۵۱۱۰۔ ہندو ۸۰۰۸۶۶۵۔ مُسلمان ۱۲۷۸۳۴۷۵ اور باقی اور مذہبوں کے آدمی ۱۱۸۵۶۹ ہیں +

حُدُودِ اربعہ

پنجاب کی حدّیں یہ ہیں۔ شمال میں شمال مغربی سرحدّی صُوبہ۔ کشمیر اور تبّت۔ مشرق میں تبّت اور دریائے جمنا جس کے پار ممالکِ مغربی و شمالی ہے۔ جنوب میں ممالکِ مغربی و شمالی۔ بیکانیر۔ جیسلمیر اور سندھ۔ مغرب میں کوہِ سُلیمان اور شمال مغربی سرحدّی صُوبہ +

حکومت

انگریزی عملداری سے پہلے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں سکھوں نے زور پکڑ کر پنجاب خاص کو اپنے تخت میں کر لیا تھا اور یہاں اُن کی ایک زبردست ریاست قائم ہو گئی تھی۔ پر اُس کے مرنے کے بعد سکھ سرداروں نے سرکارِ انگریزی سے بلا وجہ بگاڑ پیدا کیا۔ اور فوج لے کر سرکارِ انگریزی کے علاقے پر چڑھ آئے۔ اِس کا انجام یہ ہُوا۔ کہ خود بگڑ گئے اور شکست کھائی اور مُلک کا کچھ حصہ سرکار کی نذر کرنا پڑا۔ دُوسری دفعہ پھر ایسی ہی خرابیاں کیں۔ جس سے ثابت ہُوا۔ کہ جب تک اِن کا انتظام اچھی طرح نہ کیا جائیگا۔ یہ نہ رعایا کو آرام لینے دینگے۔ اور نہ خود آرام سے رہینگے۔ چُنانچہ سنہ ۱۸۴۹ء میں سرکارِ انگریزی نے سکھوں کو گجرات پر ایک بڑی بھاری شکست دے کر پنجاب کا سارا مُلک اپنے قبضے میں کر لیا۔ اور ساری رعایا سے ہتھیار لے لئے۔ اور یہاں کا انتظام ایک بورڈ یعنی جماعتِ حُکّام کے سپُرد کر دیا۔ اِس انتظام میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں

ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ اس وقت کل پنجاب میں پانچ کمشنریاں اور ستائیس ضلعے ہیں +

قدرتی تقسیم اور پیداوار

پنجاب کے دو حصے ہیں۔ ایک تو گوشۂ شمال و مغرب کا حصہ جس میں پہاڑ ہیں۔ اور وہاں کی زمین اکثر ناہموار ہے۔ بعض پہاڑوں سے نمک نکلتا ہے۔ اور کئی قسم کی کانیں بھی ہیں۔ اُن قطعات میں جس جگہ آبادی ہے۔ وہاں گیہوں اور جوار کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہاں کے باشندے مکئی اور مٹر وغیرہ کھاتے ہیں +
دوسرا باقی تمام علاقہ جو اس کے جنوب اور مشرق کی طرف ہے۔ اس میں زمین ہموار ہے۔ اور بہت سے ندی نالے بہتے ہیں۔ یہاں گیہوں۔ سب طرح کی دالیں۔ گنے اور میوے عمدہ پیدا ہوتے ہیں۔ سوداگر لوگ یہاں سے چینی۔ چاول۔ نیل۔ گیہوں اور کپڑا وغیرہ دریاے سندھ کے مغرب کی طرف اور ملکِ کشمیر میں لے جاتے ہیں۔ اور یہاں گھوڑے۔ میوے۔ سیسہ اور پشاوری چاول جو مشہور ہیں۔ مغرب سے لاتے ہیں۔

اَور دوشالے - کئی قسم کے پشمینے - زعفران انگور - بہی - انار - ناشپاتی - بید مُشک کشمیر سے * پشاور - سندھ اَور کابُل کی طرف سے ہینگ آتی ہے - کانگڑے کے پہاڑوں میں چائے کی زراعت ہوتی ہے - سن پنجاب میں ایسا اچھّا ہوتا ہے - جیسا رُوس میں *

دریا اَور اُن کے منبعے

۱ - دریائے ستلج - اِس کو ہندی میں شتدرو لکھا ہے - یہ دریا تبّت کے پہاڑوں میں سے جو جھیل مان سروور کے قریب ہیں - نکلتا ہے اَور کوہ کاہلور سے گزر کر کلّو میں جاتا ہے - بلاس پور کے نیچے جہاں پہاڑ میں سے نکلا ہے - وہاں اِس کی دو شاخیں ہوگئی ہیں - قصبۂ روپڑ کے نیچے آکر پھر یہ دونو شاخیں مل گئی ہیں - یہاں سرکار نے اِس دریا میں سے ایک بہت بڑی نہر نکالی ہے - پھر قصبۂ چھوٹا ماچھیاں سے ہوکر پھلور کے نیچے آتا ہے - یہاں اِس دریا پر ایک بڑا پُل بندھا ہُؤا ہے - سڑکِ اعظم اَور ریل کی سڑک اِسی پُل پر سے گزرتی ہے - پھر یہ دریا ضلع جالندھر کو فیروز پُور سے جُدا

گزرتا ہُوا ہری کے پتن پر بیاس سے جا ملتا ہے +

۲- دریاے بیاس - ہندی کتابوں میں اس کو بیاسا لکھا ہے - اور پنجابی لوگ بیاہ بولتے ہیں - یہ دریا ایک جھیل میں سے نکلتا ہے - جس کو بیاس کنڈ کہتے ہیں - پہلے کلّو کے نیچے ہوکر منڈی میں جاتا ہے - پھر ضلع کانگڑہ اور ہوشیار پور میں سے ہوتا ہُوا ہری کے پتن پر جو ضلع فیروز پور اور امرتسر کی سرحد پر ہے - دریاے ستلج سے مل جاتا ہے - یہاں سے اس دریا کا نام گھارا ہو جاتا ہے - پھر بہاول پور کی سرحد پر پہلاد پور کے نیچے دریاے راوی - چناب اور جہلم بھی جو اوپر سے ملے ہوئے آتے ہیں - اس سے مل جاتے ہیں +

۳- دریاے راوی - پرانی کتابوں میں اس کو ایراوتی لکھا ہے - اس دریا کا منبع کلّو کے پہاڑ ہیں - دریاے بدیلی - دریاے نے اور دریاے راوی تینوں مل کر شہر چنبہ کے نیچے بہتے ہیں - پھر یہ دریا ضلع گرداسپور میں داخل ہوکر بسوہلی اور شاہ پور ہوتا ہُوا مادھو پور میں آتا ہے + اسی گاؤں سے اس دریا میں سے ایک نہر کاٹ کر لاہور کو لائے ہیں - اور یہ دریا بھی ڈیرۂ بابا نانک ہوتا ہُوا

لاہور کے نیچے آ جاتا ہے۔ اورنگ زیب بادشاہ کے وقت میں شہرِ لاہور کے بچانے کے لیئے پانچ کوس تک اس کے آگے بہت پختہ بند بندھوائے گئے تھے۔ وہ سب اس نے گرا کر مسمار کر دیئے ہیں۔ پھر یہ دریا موضع سردار پور اور فاضل شاہ پر دریاے چناب اور جہلم سے مل جاتا ہے۔ اب یہ تینوں دریا اکٹھے ہوکر بہتے ہیں۔ مگر یہاں سے اس مجموعے کا نام چناب ہی مشہور ہے۔ بعضے ترماب بھی کہتے ہیں۔ پھر یہ ملتان کے علاقے میں سے ہوتا ہؤا مقام پنج ند پر۔ جو بہاول پور کی سرحد پر ہے۔ دریاے گھارا سے جا ملتا ہے۔ یہاں سے یہ پانچوں دریا یعنی شتلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب اور جہلم مل کر بہتے ہیں۔ اسی واسطے اس مقام کو پنج ند کہتے ہیں۔ اور آگے مٹھن کوٹ تک اس مجموعے کا نام بھی پنج ند ہے *

۴۔ دریاے چناب۔ اس دریا کا نام سنسکرت میں چندر بھاگا لکھا ہے۔ یہ دریا کشمیر کے برفانی پہاڑوں میں سے نکل کر اینچ پیچ کھاتا ہؤا جموں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہے۔ سرکاری علاقے میں ضلع سیالکوٹ

سے داخل ہوتا ہے۔ اور ۱۸ کوس تک گجرات اور سیالکوٹ کے ضلعوں کے سر پر بہا چلا جاتا ہے۔ پھر ضلع گوجرانوالے اور شاہ پور کے درمیان حدِ فاصل ہوکر جھنگ کے علاقے میں داخل ہوتا ہے۔ مقام تریموں پر جہلم سے مل جاتا ہے۔ گوجرانوالے کے ضلع میں وزیر آباد کے پاس اس دریا پر ایک بڑا آہنی پُل بنا ہوا ہے۔ اور اسی ضلع میں مقام خانکے تحصیل وزیر آباد سے اس دریا میں سے ایک نہر نکالی گئی ہے۔ جو چھناواں۔ اکال گڑھ۔ حافظ آباد ہوتی ہوئی بار کے تمام علاقے کو سیراب کرتی ہے +

۵۔ جہلم۔ اس کو ہندی اور کشمیری میں بہت بولتے ہیں۔ یہ دریا چشمۂ ویرناک سے نکلتا ہے۔ قصبۂ اسلام آباد کے پاس چشمۂ مٹن اور کئی اور چشموں کا پانی اس میں آکر مل جاتا ہے۔ پھر شہرِ سری نگر میں جو کشمیر کا دار السلطنت ہے۔ ہوتا ہوا بارہ مولا سے گزر کر شہرِ مظفر آباد میں پہنچتا ہے۔ یہاں ایک دریا جسے کشن گنگا کہتے ہیں۔ علاقۂ تبت سے نہایت تیزی اور تندی سے آکر اس میں ملتا ہے۔ اور حدودِ پکھلی پر دریائے

کشن گنگ بھی مل جاتا ہے۔ پھر قصبۂ دانگلی سے گزر کر گکھڑوں کے ملک میں پہاڑ سے نیچے گرتا ہے۔ اور یہاں سے شہر جہلم کے پاس پہنچتا ہے۔ اسی شہر کے نام پر اس کا نام دریائے جہلم مشہور ہے۔ پھر قصبۂ جھنگ سیالاں سے آٹھ کوس آگے بڑھ کر ترمُّوں گھاٹ پر دریائے چناب سے مل جاتا ہے۔ اس دریا میں سے ضلع گجرات کی تحصیل کھاریاں کے گاؤں مانگ رسول سے ایک نہر نکالی گئی ہے۔ جو شاہ پور اور جھنگ کے علاقوں کو سیراب کرتی ہوئی ترمُّوں گھاٹ پر پھر دریائے جہلم اور چناب سے جا ملی ہے +

۶۔ دریائے اٹک۔ اس کو اباسین بھی کہتے ہیں۔ یہ دریا پنجاب کے شمال اور مغرب میں بہتا ہے۔ اور ان پانچ دریاؤں کے شمار میں نہیں ہے۔ جن کے سبب اس ملک کو پنجاب کہتے ہیں + یہ بڑا دریا ہے۔ بہت تُند اور تیز چلتا ہے۔ اس دریا کا منبع کوہ کیلاس کے شمال میں ہے۔ وہاں سے نکل کر لدّاخ اور تبّت میں داخل ہوتا ہے۔ پھر کشمیر۔ پکھلی اور دھمتور کے علاقوں کو سیراب کرتا ہوا قومِ یوسف زئی کے علاقے میں آتا

ہے۔ وہاں سے قلعۂ اٹک کے نیچے پہنچتا ہے - اِسی
قلعے کے نام پر اِس دریا کا نام دریائے اٹک مشہور
ہے۔ اَور اِسی جگہ دریائے کابُل مع چند اَور نہروں
کے آکر اِس سے مِلتا ہے۔ یہاں قلعۂ اٹک کے نیچے
اِس دریا پر سے ریل کی سڑک اَور سڑکِ اعظم گزرتی
ہے۔ چونکہ اِس مقام پر اِس دریا کا پاٹ کم ہے۔
اِس واسطے یہاں بڑے زور اَور تیزی سے بہتا ہے +
اِس جگہ دریا میں دوسری طرف قلعے کے عین مقابل
ایک اِتنا بڑا سیاہ پتھر پڑا ہُوا ہے۔ کہ اگر کشتی اُس
سے ٹکّر کھائے۔ تو پُرزے پُرزے ہو جائے + اِس پتھر
کا نام جلالیہ مشہور ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ یہ ہے -
کہ اکبر بادشاہ ایک دفعہ کشتی میں سوار ہوکر اِس
دریا سے عبور کرتا تھا۔ ایک اَور کشتی جواہرات اَور
خزانے سے بھری ہُوئی اُس کے ہمراہ تھی - یہ اُس
پتھر سے ٹکّر کھا کر ٹوٹ گئی - اِس پر اکبر بادشاہ نے
ہنس کر فرمایا" کہ ہمارے حق میں یہ پتھر بھی جلالیہ
ہُوا" جلالیہ ایک افغان کا نام تھا۔ جو اکبر بادشاہ
کے وقت میں رہزنی کیا کرتا تھا۔ اَور بادشاہ کا مال

لوٹ لیا کرتا تھا۔ اُس روز سے آج تک اُس پتھر کا نام جلالیہ چلا آتا ہے۔ پھر یہاں سے یہ دریا کوہستانی علاقے میں سے گزرتا ہوا نیلاب۔ چیلی۔ خوشحال گڑھ۔ مکھڈ اور کالے باغ ہوتا ہوا ریگستان میں آکر ضلع ڈیرۂ اسمٰعیل خاں میں پہنچتا ہے۔ وہاں سے چل کر مٹھن کوٹ پر قاضی کی قبر کے نیچے پنجاب کے پانچوں دریاؤں سے مل کر آگے کو چلا جاتا ہے۔ اِس جگہ دریا کے پار نوّاب بہاول پور کی عملداری میں اختیار خاں کی گڑھی ہے۔ اور اُس کے مقابل اِس طرف پنجاب میں راجن پور ہے۔ یہاں اِس دریا کا نام سندھ ہو گیا ہے۔ ہندوستان سے لوگ اِسی مقام پر اِس دریا کو عبور کر کے بلوچستان اور ایران جاتے ہیں۔ یہاں سے سمندر تک اِس دریا کے دونو طرف برابر درخت اور جنگل چلے گئے ہیں۔ پھر قلعۂ بھکّر پر پہنچ کر اُس کی دو شاخیں ہو گئی ہیں۔ جو قلعے کے دونو طرف بہتی ہیں۔ اِس واسطے یہ قلعہ نہایت مضبوط ہے۔ آخر یہ دریا بحرِ ہند میں جا گرتا ہے *

دوآبے

پنجاب میں پانچ دوآبے ہیں۔
۱۔ وہ زمین جو دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان ہے۔ اُس کو دوآبۂ سندھ ساگر کہتے ہیں +
۲۔ وہ زمین جو جہلم اور چناب کے درمیان ہے۔ اُس کو دوآبۂ چنہٹ بولتے ہیں۔ بعض لوگ اِس دوآبے کو دوآبۂ چج بھی کہتے ہیں +
۳۔ وہ حصّہ جو چناب اور راوی کے درمیان ہے۔ اُس کا نام دوآبۂ رچنا ہے +
۴۔ وہ زمین جو دریائے راوی اور بیاس کے درمیان ہے۔ اُس کو دوآبۂ باری بولتے ہیں +
۵۔ وہ قطعۂ زمین جو دریائے بیاس اور ستلج کے درمیان ہے۔ اُس کو دوآبۂ بست جالندھر کہتے ہیں +
یہ پانچوں دوآبے نہایت آباد اور سرسبز ہیں۔ اُن کی آب و ہوا مُعتدِل ہے۔ مگر ہر ایک دوآبے میں زبان۔ لباس۔ اطوار۔ صُورت اور مذہب میں

کچھ کچھ اختلاف پایا جاتا ہے +

(۱) دوآبۂ سِندھ ساگر

اِس دوآبے کا طُول شہرِ جہلم سے مقامِ پنج ند تک دو سَو بہتّر کوس ہے۔ عرض مختلِف ہے۔ زیادہ سے زیادہ عرض شہرِ جہلم سے اٹک تک نوّے کوس ہے۔ پنڈ داون خاں یا چک حمید سے کالے باغ تک ساٹھ کوس۔ خان گڑھ سے ڈیرۂ غازی خاں تک تیس کوس اور جام پور سے بارہ کوس + اِس دوآبے میں کہیں تو کوہستان ہے۔ کہیں سرسبز میدان اور کہیں ریگستان ہے۔ جس کو تھل کہتے ہیں۔ اِس تھل میں آبادی کم ہے۔ اور پانی کمیاب۔ مسلمان بہت ہیں۔ ہندو کم ہیں۔ بڑے شہر بھی کم ہیں۔ گاؤں اور قصبے زیادہ ہیں۔ کئی جنگی قلعے بھی ہیں۔ خاص کر دو قلعے تو ایسے ہیں۔ جن کی نظیر تمام پنجاب میں نہیں + ایک قلعۂ اٹک جس کا نام اٹک بناس بھی ہے۔ یہ قلعہ اکبر بادشاہ نے ۱۵۸۱ء میں بنایا تھا۔ دوسرا قلعۂ رُہتاس جس کو شیر شاہ نے ہمایوں بادشاہ کے عہد میں تعمیر کیا تھا + اِن دونو نامی

قلعوں کے سِوا اَور بھی کئی چھوٹے چھوٹے قلعے ہَیں۔ جِن میں سے ایک کا نام مِنگیرہ ہَے۔ یہ نوّاب سر بلند خاں کا تعمیر کِیا ہُوا ہَے۔ اِس دوآبے میں یہ ضِلعے ہیں۔ راولپِنڈی اَور جہلم کے کُل ضِلعے۔ شاہ پُور اَور جھنگ کے تھوڑے تھوڑے حِصّے۔ میانوالی کا بہُت سا حِصّہ۔ اَور مُظفّر گڑھ کا سارا ضِلع +

(۲) دوآبۂ چِنبہ یا چج

یہ دوآبہ دریائے چناب اَور جہلم کے درمیان واقع ہَے۔ اِس کا طُول کوہستانِ اکھنُور اَور میر پُور سے علی پُور تک تخمیناً ڈیڑھ سَو کوس ہَے۔ لیکن عرض مُختلِف ہَے۔ اکھنُور سے میر پُور تک چالیس کوس۔ قادِر آباد سے پچیّس کوس۔ اَور علی پُور سے چار کوس۔ اِس دوآبے کے زمیندار اکثر مُسلمان ہَیں۔ زمین بارانی بہُت ہَے۔ نہریں اَور نالے کم ہَیں +

زراعت کا زیادہ مدار بارِش پر ہَے۔ بعض مقامات میں پانی سطحِ زمین سے بہُت نیچے ہَے۔ گنّے اَور آم کثرت سے ہوتے ہَیں۔ اِس دوآبے میں یہ ضِلعے

ہیں - گجرات - شاہ پور کا بہت سا حصّہ - جھنگ کا تھوڑا سا حصّہ +

(۳) دوآبۂ رچنا

یہ دوآبہ دریائے چناب اور راوی کے درمیان ہے۔ اِس کا طول حدودِ جموں اور بسنت پور سے جو دریائے راوی کے کنارے واقع ہے - موضع بستی فاضل شاہ تک دو سَو اسّی کوس کے قریب ہے - مگر عرض مختلف ہے - بسنت پور سے جموں تک تیس کوس - شاہدرے سے وزیر آباد تک چالیس کوس + یہ دوآبہ بستی فاضل شاہ پر جو مُلتان کے ضلع میں ہے - ختم ہوتا ہے - اِس میں یہ ضلعے ہیں - ضلعِ گُرداسپور کا کچھ حصّہ - سیالکوٹ اور گوجرانوالے کے کُل ضلعے - لاہور اور منٹگمری کے کچھ حصّے - جھنگ کا بہت سا حصّہ - اور مُلتان کا تھوڑا سا حصّہ +

(۴) دوآبۂ باری

یہ دوآبہ دریائے راوی اور بیاس کے درمیان

ہے۔سب دوآبوں سے بڑا ہے۔کشتی کی شکل کا ہے۔
دونو جانب سے اس کا عرض کم ہے۔ درمیان سے بڑا
ہے۔زمین بھی اونچی ہے + اس دوآبے میں ایک
قدیم نہر ہے۔جو کلانور کے پاس بہتی ہے۔ اس کو
کرن کہتے ہیں۔ دو نہریں اور ہیں۔ ایک تو نواب
علی مردان خاں کی بنائی ہوئی ہے۔جو لاہور کی طرف
جاتی ہے۔اس کو شاہ نہر کہتے ہیں۔اور ایک نہر بٹالے
اور پٹی سے ہوکر پرگنۂ قصور کے پاس دریاے راوی
میں جا گرتی ہے + یہ دونو نہریں کبھی جاری ہو جاتی
ہیں۔کبھی خشک اور شاہ نہر مادھو پور سے پانچ کوس
آگے شاہ پور سے نکلی ہے + اور کئی نہریں سرکار
انگریزی کی عملداری میں تیار ہوئی ہیں + اس دوآبے
کے آدمی تند خو اور سخت مزاج ہیں۔اس کا طول اس
مقام سے جہاں دونو دریا پہاڑ سے اترے ہیں۔پانچوں
دریاؤں کے مقام اتصال تک تین سو کوس ہے۔
اور عرض مختلف ہے۔لاہور سے چالیس کوس ہے۔
یہاں چاہی اور بارانی زراعت ہوتی ہے۔ اس
دوآبے میں یہ ضلع ہیں۔ کانگڑے اور گرداسپور کا

بہت سا حصّہ - امرتسر کُل - لاہور - منٹگمری اور مُلتان کا بہت سا حصّہ +

(۵) دوآبۂ بست جالندھر

یہ پانچواں دوآبہ عرض اور طُول میں باقی سب دوآبوں سے بہت چھوٹا ہے - مگر آبادی اور زراعت میں تمام پنجاب پر فوقیت رکھتا ہے + اِس دوآبے میں کہیں وِیرانہ نہیں ہے - ندّی نالوں - سبزہ زاروں اور میوے دار درختوں یعنی آموں وغیرہ کی پیداوار میں کشمیر کے ہم پہلُو ہے - غلّہ اِس کثرت سے پیدا ہوتا ہے - کہ تمام پنجاب میں جاتا ہے - قحط کے دِنوں میں اِس دوآبے کے لوگوں کو غلّے کی کمی کا خوف نہیں ہوتا - بلکہ اناج کا بیوپار کرکے بہت سا روپیہ جمع کر لیتے ہیں - گنّے اور رُوئی بہت بوتے ہیں - گُڑ - چینی اور شکّر یہاں کی عُمدہ ہوتی ہے - چُنانچہ سَوداگر لوگ کابُل اور کشمیر وغیرہ تک لے جاتے ہیں + اِس دوآبے میں سب چھوٹی بڑی چھتّیس نہریں ہیں - جن میں سے اکثر ہمیشہ جاری رہتی ہیں - اِن

ہیں خاص کر دو نہریں بڑی ہیں + ایک جو دریاے
بیاس کے قریب ہے۔ اُس کو سیاہ بئیں کہتے ہیں۔
جب بیاس سے جالندھر جائیں۔ یا جالندھر سے لاہور
آئیں۔ تو یہ نہر راجہ اہلو والیہ کی عملداری میں عین
راستے میں پڑتی ہے۔ یہاں راجہ کی طرف سے اُس نہر
پر عبور کرنے والوں سے محصول لیا جاتا ہے۔ دُوسری
نہر جب جالندھر سے پھلور کو جائیں۔ تو چھاؤنی
جالندھر کے قریب شہر سے پانچ کوس کے فاصلے پر
پڑتی ہے۔ اُس کو سفید بئیں بولتے ہیں۔ یہ دونو
نہریں عمیق ہیں۔ اور برابر جاری رہتی ہیں۔ باقی
صرف ایام بارش میں تو نہایت طغیانی سے جاری ہوتی
ہیں۔ مگر پھر سال بھر خشک پڑی رہتی ہیں +
اِس دوآبے کا طول کوہستان سے سلطان پور تک
۶۸ کوس ہے۔ اور عرض پچاس کوس کے قریب۔
ویرووال سے جو بیاس پر ہے۔ پھلور تک جو ستلج کا
راج گھاٹ ہے۔ تیئیس کوس ہے + گاؤں اور بڑے
بڑے قصبے اِس دوآبے میں بہت ہیں + نامی گاؤں
اور مشہور قصبے کوئی دو سو کے قریب ہیں۔ قصبۂ

حاجی پور سے سات کوس کے فاصلے پر موضع تلواڑہ ایک مشہور گاؤں ہے۔اس کے اوپر دامن کوہ میں ایک اور موضع ہے۔جس کو گل پہاڑ کہتے ہیں۔ وہاں دریاے بیاس ٹیلوں پر سے اُتر کر ہموار زمین پر چلتا ہے۔ یہیں سے ایک دریا کے برابر چوڑا اور نہایت تیز نالہ جاری ہُوا ہے ✢ یہ نالہ نوشہرے پر آ کر پھر دریا میں مل گیا ہے۔ یہ پتن تمام صوبے میں مشہور ہے۔ کیونکہ دریا کے دونو طرف کی زمین پختہ اور سخت ہے۔ یہاں یہ دریا اپنے کناروں سے باہر کبھی نہیں نکلا ✢ کہتے ہیں۔کہ نادر شاہ بادشاہ جب ہندوستان پر چڑھ کر آیا تھا۔ تو اسی راہ سے پُل باندھ کر اُس نے عبور کیا تھا ✢ اس دوآبے کے پہاڑوں میں کئی راجا علٰحدہ علٰحدہ حکومت کرتے ہیں۔ اور کئی قلعے بھی ہیں۔اس دوآبے میں ضلع کانگڑے کا کچھ حصہ اور ہوشیارپور۔ جالندھر کے پورے ضلعے شامل ہیں ✢

سرکاری علاقے کی تقسیم

۹- نومبر ۱۹۰۱ء سے پنجاب مالی اور انتظامی اغراض کے لئے پانچ قسمتوں میں تقسیم ہُوا ہے- ہر ایک قسمت میں کئی ضلعے ہیں- ہر ضلع میں کئی تحصیلیں ہیں- کُل ضلعے ۲۷ ہیں اور تحصیلیں ۱۱۳+ ہر ایک قسمت میں ایک کمشنر رہتا ہے- ہر ضلع میں کمشنر کے ماتحت ڈپٹی کمشنر- ہر تحصیل میں ڈپٹی کمشنر کے ماتحت ایک ایک تحصیلدار ہے +

دیوانی کے مقدمے فیصل کرنے کے لئے تیرہ ڈویژنل جج مقرر ہیں- جن کے دفتر دہلی- انبالے- جالندھر- ہوشیار پور- فیروز پور- کُلو- امرتسر- سیالکوٹ- لاہور- مُلتان- جہلم- راولپنڈی اور شاہ پور میں ہیں- اور کُلو کے سوا باقی بارہ قسمتوں میں سشن کے متعلق فوجداری مقدمے بھی فیصل ہوتے ہیں +

ذیل کے نقشے سے پنجاب کی قسمتیں ضلعے اور تحصیلیں معلوم ہونگی +

نمبر شمار	قسمت	ضلع	تحصیلیں
۱	قسمت دہلی:	دہلی	دہلی - سونی پت - بلّم گڑھ +
		گڑگانوہ	گڑگانوہ - پلول - فیروز پور - نوح - ریواڑی +
		رُہتک	رُہتک - جھجّر - سانپلہ - گوہانہ +
		حصار	حصار - بھوانی - ہانسی - فتح آباد - سرسہ +
		کرنال	کرنال - پانی پت - کیتھل - تھانیسر +
		انبالہ	انبالہ - جگادھری - نرائن گڑھ - کھرڑ - روپڑ +
		شملہ	شملہ اور بھرولی - کوٹ کھائی اور کوٹ گڑھ +
۲	قسمت جالندھر:	لُدھیانہ	لُدھیانہ - سمرالہ - جگراؤں +
		فیروز پور	فیروز پور - مکتسر - فاضلکا - موگہ - زیرہ +

نمبر شمار	قسمت	ضلع	تحصیلیں
	قسمت جالندھر	جالندھر	جالندھر - نکودر - پھلور - نواشہر ٭
		ہوشیار پور	ہوشیار پور - گڑھ شنکر - اونہ - دسوہہ ٭
		کانگڑہ	کانگڑہ - پالم پور - کلّو - ہمیر پور - ڈیرہ - نور پور ٭
٣	قسمت لاہور	گرداسپور	گرداسپور - پٹھان کوٹ - شکر گڑھ - بٹالہ ٭
		امرتسر	امرتسر - ترن تارن - اجنالہ ٭
		سیالکوٹ	سیالکوٹ - ظفروال - رعیہ - پسرور - ڈسکہ ٭
		گوجرانوالہ	گوجرانوالہ - وزیر آباد - حافظ آباد - خانقاہ ڈوگراں ٭
		لاہور	لاہور - شرقپور - قصور - چونیاں ٭
		منٹگمری	منٹگمری - پاک پٹن - دیپال پور - گوگیرہ ٭

تحصیلیں	ضلع	قسمت	نمبر شمار
جھنگ ۔ چنیوٹ ۔ لائل پور ۔ سمندری ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ شور کوٹ +	جھنگ	قسمت ملتان	۴
ملتان ۔ کبیر والہ ۔ میلسی ۔ لودھراں ۔ شجاع آباد +	ملتان		
مظفر گڑھ ۔ سنانواں ۔ علی پور +	مظفر گڑھ		
ڈیرۂ غازی خاں ۔ جام پور + راجن پور ۔ سنگھڑ +	ڈیرۂ غازیخاں		
میانوالی ۔ عیسے خیل ۔ بھکر ۔ لیہ +	میانوالی		
شاہ پور ۔ خوشاب ۔ بھیرہ +	شاہ پور	قسمت راولپنڈی	۵
گجرات ۔ پھالیہ ۔ کھاریاں +	گجرات		
جہلم ۔ پنڈ دادن خاں ۔ تلہ گنگ ۔ چکوال +	جہلم		
راولپنڈی ۔ فتح جنگ ۔ اٹک ۔ پنڈی گھیپ ۔ گوجر خاں ۔ کہوٹہ ۔ کوہ مری +	راولپنڈی		

تنبیہ - واضح ہو - کہ لاہور سے جو شہروں کا فاصلہ میلوں میں لکھا گیا ہے - وہ سیدھے راستے سے ہے - اُس میں اور سڑک کی راہ میں بڑا فرق ہے - اگر کسی کو فرق معلوم ہو - تو اُس کا یہی باعث تصوّر کرے +

اوّل قسمتِ دہلی

اِس قسمت میں سات ضلعے ہیں - دہلی - گڑگانوہ - رُہتک - حصار - کرنال - انبالہ - شملہ +

ضلعِ دہلی

اِس ضلع میں تین تحصیلیں ہیں - دہلی - سونی پت - بلّم گڑھ +

پہلی تحصیلِ دہلی - شہر دہلی لاہور سے ڈھائی سو میل گوشۂ جنوب و مشرق میں دریائے جمنا کے دائیں کنارے بستا ہے - پہلے اِس کا نام اِندر پرست تھا - جب کوروں اور پانڈوں میں جھگڑا ہو کر مُلک دو حصّوں میں تقسیم ہُوا - تو اِندر پرست پانڈوں کے حصّے

میں آیا۔ اَور ہستنا پُور کوروں کے حصّے میں۔ پھر باہمی جنگ و جدال کے سبب یہ شہر وِیران ہو گیا۔ اِس لِئے راجہ ڈِہلُو نے اِس کے مُتّصِل ایک اَور شہر آباد کِیا۔ اُس کا نام اپنے نام پر دِہلی رکّھا۔ راجہ ڈِہلو راجہ بِکرماجیت سے تِین سَو برس پہلے تھا + اِس کے بعد یہ شہر پھر وِیران ہُوا۔ چُنانچہ آج تک بڑے بڑے کھنڈر پڑے ہُوئے ہَیں۔ اُس کو پُرانی دِلّی کہتے ہَیں + پھر ۱۶۳۰ء میں شاہجہاں بادشاہ نے ایک اَور شہر اُس کے پاس آباد کِیا۔ اُس کا نام شاہجہاں آباد رکّھا + ۱۸۵۷ء میں پُوربِیوں کی انگریزی فَوج سرکارِ کمپنی سے بِگڑ کر اِس شہر میں آ جمع ہُوئی۔ اَور بہادُر شاہ کو جو شاہجہاں کی اَولاد میں سے براے نام جانشین چلا آتا تھا۔ اپنا بادشاہ بنا لِیا + انگریزوں نے اِن مُفسِدوں کی بیخ کنی کر کے پھر اِس پر قبضہ کر لِیا۔ اَور بادشاہ کو شہرِ رنگُون واقع مُلکِ برما میں پہنچا دِیا + اِس مفسِدے کے سبب سے یہ شہر پھر اُجاڑ ہو گیا تھا + اب پھر خُوب آباد ہو گیا ہے۔ کہتے ہَیں کہ یہ شہر چَوجُگا ہے۔ اَور ہر صدی کے بعد وِیران ہوتا چلا آیا ہے + اِس

کی شہر پناہ بہت مضبوط ہے۔یہاں پانچ بازار بڑے نامی ہیں۔ دریبہ۔ جوہری بازار۔ چاندنی چوک۔ لال کنواں۔ چاوڑی۔آج کل صدر بازار بھی بڑی رونق کی جگہ ہے۔۱۸۵۷ء میں اس شہر کی آبادی ۱۳۷۶۷۰ تھی۔اب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲۰۸۵۷۵ ہے۔یہاں کے باشندے نفیس اور نہایت فصیح۔مؤدب۔ظاہر پرست ہیں۔اس شہر کے مشہور اور قابل سیر مقامات یہ ہیں۔لال قلعہ۔ سنہری مسجد۔غازی الدین خاں کا مدرسہ۔جامع مسجد۔ شمرو کی بیگم کا باغ۔صاحبہ بیگم کا باغ جو اب ملکہ کا باغ کہلاتا ہے۔ہمایوں بادشاہ کا مقبرہ۔مادھوداس کی باغیچی۔آپا گنگا دھر کا شوالہ۔سراوگیوں کے مندر۔ عجائب گھر۔گھنٹہ گھر۔خواجہ باقی باللہ۔پرانا قلعہ۔جنتر منتر۔ فیروز شاہ کا کوٹلہ۔شیخ نظام الدین اولیا کی درگاہ۔ روشن چراغ دہلی۔قطب صاحب کی لاٹھ۔لوہے کی لاٹھ۔ جوگ مایا جی کا مندر۔ کالکا جی کا مندر۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار۔ منصور کا مقبرہ (معروف بہ مدرسہ)۔ نبی کریم یا قدم رسول۔

سلیم گڑھ - تغلق آباد کا قلعہ - رائے پتھورا کا قلعہ +
اِس شہر میں ہر قسم کا بیوپار ہوتا ہے - خصوصاً گوٹے کناری - جواہرات - کپڑے - لوہے - کاغذ اور انگریزی اسباب کی بڑی خرید و فروخت ہوتی ہے - چند سال کے عرصے میں یہاں کئی کارخانے بن گئے ہیں - جن میں کلوں کے ذریعے کپڑا - میدہ - بسکٹ - ڈبل روٹی - برش - تانبے پیتل وغیرہ کے برتن بنتے ہیں - اِس قسم کے کارخانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے +

اِس تحصیل میں ایک قصبہ نجف گڑھ دہلی سے بارہ کوس مغرب کی طرف ہے - اِس کو نوّاب نجف خاں نے آباد کیا تھا - ایک اَور قلعے کی بنیاد بھی نوّابِ مذکور نے قصبے کے باہر ڈالی تھی - پر ناتمام رہا +
اِس قصبے کے نیچے ایک بہت بڑی جھیل ہے - جس میں اکثر پانی بھرا رہتا ہے - اب سرکار نے اِس میں سے ایک چھوٹی سی نہر جاری کی ہے - اِس قصبے کی فصیل پختہ ہے - لیکن اب اکثر جگہ سے منہدم ہو گئی ہے +

دُوسری تحصیلِ سونی پت - اِس قصبے میں سیّد زیادہ رہتے ہیں +

تیسری تحصیلِ بلّم گڑھ یا بلّب گڑھ - یہ قصبہ راؤ بلرام صاحب کا آباد کیا ہوُا ہے - مُحمّد شاہ بادشاہ کے وقت میں اُس نے اپنی ریاست گاہ اِس شہر میں قائم کی تھی - بلرام کا اِختصار کرکے بلّم گڑھ کہتے ہیں + اِس تحصِیل میں دِہلی سے جنُوب کی طرف بارہ کوس کے فاصِلے پر قصبۂ فرید آباد ہے - جسے شیخ فرید بُخاری معرُوف بہ مُرتضےٰ خاں نے ۱۵۹۷ء میں آباد کیا تھا - یہ شخص جہانگیر بادشاہ کی فوج کا بخشی تھا - اُس کے نام سے اِس کو فرید آباد کہتے ہیں - اِس قصبے کی آبادی ۵۳۱۰ ہے +

ضِلع گُڑگانوہ

اِس ضِلع میں پانچ تحصِیلیں ہیں - گُڑگانوہ - پلول - فیروز پوُر - نوُح - ریواڑی +

پہلی تحصِیلِ گُڑگانوہ - شہرِ گُڑگانوہ دِہلی سے جنُوب و مغرِب میں مہرولی کی راہ سے بائیس مِیل کے فاصِلے

پر ہے۔ اور لاہور سے دو سَو ساٹھ مِیل گوشۂ جنُوب
مشرِق میں ہے + اِس کی وجہِ تسمِیّہ یہ ہے۔ کہ
راجہ یُدھِشٹر نے اپنے گرُو مُسمّےٰ درُون اچارج کو یہ
گاؤں بخش دِیا تھا۔ اِسی واسطے اِس کا نام گرُو گرام
(گرُو کا گاؤں) پڑ گیا تھا۔ پھر بگڑ کر گڑگانوہ ہو گیا۔
اِس مقام پر سِیتلا کا ایک بڑا مندر ہے۔ چیت کے
مہینے میں ہندُو لوگ اِس کی پُوجا کرتے ہَیں۔ یہاں
چار میلے بڑے بھاری ہوتے ہَیں۔ ہزاروں روپَے
کا چڑھاوا چڑھتا ہے +
اِس تحصِیل میں فرّخ نگر اور سوہنہ دو نامی قصبے
ہَیں۔ فرّخ نگر پہلے نوّاب کے قبضے میں تھا۔ مگر ۱۸۵۷ء
کے غدر میں نوّاب کو بغاوت کے سبب سے پھانسی مِلی۔
اِس لِئے یہ قصبہ تفضُّل حسَین خاں خَیر خواہِ سرکار
کو مرحمت ہُوا + اِس قصبے میں پہلے کھاری نمک کثرت
سے پَیدا ہوتا تھا۔ مگر اب اِس کی پَیداوار بہُت کم
ہو گئی ہے۔ قصبۂ سوہنہ میں گرم پانی کا ایک چشمہ
ہے۔ یہ قصبہ پہاڑ کے نیچے بستا ہے۔ یہاں کے
باشندوں کا رنگ زرد ہوتا ہے +

تحصیلِ پلول میں دو بڑے قصبے ہیں۔پلول اور ہوڈل +

فیروز پور جھر کا پہلے نوّاب احمد بخش خاں کی جاگیر میں تھا۔جب اِس کے بیٹے نوّاب شمسُ الدّین خاں کو پھانسی ملی۔تو اُس کی جاگیر کا یہ حصّہ ضبط ہو گیا + اِس قصبے میں ایک جگہ پہاڑ سے پانی جھرتا ہے۔اِسی وجہ سے اِسے جھر کا کہتے ہیں۔قصبۂ پُوناہانہ بھی اِسی تحصیل میں ہے +

تحصیلِ نُوح میں بڑے قصبے تاؤڑو۔نُوح۔ہتھین ہیں۔قصبۂ تاؤڑو پہاڑ پر واقع ہے۔وہاں کی آب و ہوا اچھی ہے۔مگر نُوح کی آب و ہوا نہایت خراب ہے۔کیونکہ برسات کے موسم میں اِس کے چاروں طرف پانی کھڑا رہتا ہے۔پہلے یہاں بھی کھاری نمک بہت پیدا ہوتا تھا +

تحصیلِ ریواڑی میں قصبۂ ریواڑی ضلع کے اَور قصبوں کی نسبت بہت بڑا ہے۔اِس میں مالدار آدمی رہتے ہیں۔یہاں غلّے کی تجارت ہوتی ہے۔اَور کانسی۔پیتل کے برتن بہت بنتے ہیں + یہ تحصیل علاقۂ الور

اور جے پور وغیرہ سے رلتی ہے۔ یہاں ایک مشہور برساتی نالہ ہے۔ جسے صاحبی ندی کہتے ہیں۔ یہ موسمِ برسات میں دور تک پھیل جاتی ہے۔ یہ پانی نواحِ جے پور سے آتا ہے۔ اور اس ضلع میں ہوکر جھجّر کی طرف چلا جاتا ہے + اس ضلع میں اور غلّے کی نسبت باجرا اور جو کثرت سے پیدا ہوتے ہیں +

ضلع رُہتک

شہرِ رُہتک لاہور سے سوا دو سو میل گوشۂ جنوب و مشرق میں واقع ہے۔ یہ شہر پرانا اور ٹوٹا پھوٹا ہے۔ پیشتر زیادہ آباد تھا۔ اب صرف ۲۰۳۲۳ آدمی رہتے ہیں۔ اس کے مغرب کی طرف ایک تالاب ہے۔ جس کو کرن کہتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کا تیرتھ ہے + رُہتک میں پگڑی اور کلاوَر میں گھوڑے کی کاٹھی وغیرہ چمڑے کا اسباب اچھا بنتا ہے + اس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں + پہلی رُہتکِ خاص جس میں قصبۂ مہم اور بیری شامل ہے + دوسری جھجّر۔ تیسری سانپلہ جس میں بہادر گڑھ اور کھرکھودہ اچھے قصبے ہیں۔ چوتھی گوہانہ +

ضلعِ حصار

اِس ضلع میں پانچ تحصیلیں ہیں ۔ حصار ۔ بھوانی ۔ ہانسی ۔ فتح آباد ۔ سرسہ +

پہلی تحصیلِ حصار ۔ شہرِ حصار لاہور سے دو سو میل گوشۂ جنوب و مشرق میں ہے ۔ پیشتر بہت آباد تھا ۔ اور ہریانے کے تمام علاقے میں سب سے بڑا شہر تھا ۔ مگر اب اِس میں صرف ۱۷۶۴۷ آدمیوں کی آبادی ہے ۔ سرکارِ انگریزی کی گاؤ سال اِسی شہر میں ہے ۔ گائیں بھینسیں اِس جگہ کی اچھی ہوتی ہیں ۔ دُود بہت دیتی ہیں ۔ ایک صاحب نے ایک بیل سوا چار ہاتھ اُونچا ناپا تھا ۔ وُہ بیل دس من پانی کی پکھال اُٹھاتا تھا + جاٹ اور رانگھڑ یہاں زیادہ بستے ہیں + فیروز تغلق کے حصارِ فیروزہ کے کھنڈر اب تک یہاں ہیں ۔ اور ایک پتھر کی لاٹھ بھی گڑی ہوئی ہے ۔ قلعۂ حصار کے باہر شاہ بہلول کا پُرانا مزار ہے ۔ حضرت شاہ جُنید کی خانقاہ بھی اِسی جگہ ہے + قصبے کے اندر ایک جامع مسجد ہمایوں بادشاہ کے عہد کی بنی ہوئی ہے ۔ اِس تحصیل میں بڑوالہ

اور بالشمنڈ دو اور مشہور مقام ہیں +

دُوسری تحصیل بھوانی - قصبۂ بھوانی منڈی کا مقام ہے - اِس جگہ لاکھوں روپے کی خرید و فروخت ہوتی ہے - بہت بڑے بڑے ساہوکار یہاں رہتے ہیں - قصبۂ توشام جو تزشم خاں افغان کا آباد کیا ہوا ہے - اِسی تحصیل میں ہے - اُس نے اپنے نام پر اِس کا نام تزشام رکھا تھا - بگاڑ کر توشام کہنے لگے - اِس قصبے کے مغرب کی طرف ایک پہاڑی ہے - اُس پر رائے پتھورا کی بنائی ہوئی ایک گڑھی ہے +

تیسری تحصیل ہانسی - یہ قصبہ پُرانا ہے - اِس میں ایک قلعہ نانک رائے راجپوت کا تعمیر کیا ہوا ہے - جس کی اولاد کوٹہ بُونڈی میں راج کرتی ہے - یہ قصبہ بھی کِسی راجہ کا آباد کیا ہوا ہے - زمانۂ سابق میں یہاں اچھے اچھے مکانات تھے - اب ٹوٹ کر کھنڈر ہوگئے ہیں - شہر کے اندر نعمت اللہ ولی کا ایک مزار ہے - اور مغرب کی طرف حضرت جمال الدین صاحب چار قطب کی خانقاہ ہے - ۶۷۰ہ ہجری میں یہ خانقاہ تیار ہوئی تھی +

چوتھی تحصیل فتح آباد - یہ قصبہ فیروز شاہ بادشاہ نے اپنے بیٹے فتح خاں کے نام پر آباد کیا تھا - ایک پتّھر کی لاٹھ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی اِس قصبے میں اب تک موجود ہے + اسی تحصیل میں ٹوہانہ ایک بڑا پرانا قصبہ ہے + پٹھان اور کھتّری اِس میں بستے ہیں - چوپڑ کا بازار اچھّا بنا ہُوا ہے - اگر اِس بازار کے چوک میں کھڑے ہو کر دیکھیں - تو قصبے کے چاروں دروازے نظر آتے ہیں +

پانچویں تحصیل سرسہ - پہلے یہ قصبہ ضلع سرسہ کا صدر مقام تھا - ۱۸۸۴ء سے ضلع سرسہ ٹوٹ گیا - اب کُل تحصیل سرسہ اور تحصیل ڈبوالی کا نصف حصّہ مل کر سرسے کی نئی تحصیل بن گئی ہے - اور یہ حصار سے متعلق ہے +

ضلع کرنال

پہلے یہ ضلع پانی پت کے نام سے مشہور تھا - اور ضلع کی کچہری بھی پانی پت ہی میں ہُوا کرتی تھی - ۱۸۶۶ء سے کرنال اِس کا صدر مقرّر ہو گیا ہے +

اِس ضِلع میں چار تحصیلیں ہیں۔ کرنال۔ پانی پت۔ کیتھل۔ تھانیسر +

پہلی تحصیلِ کرنال۔ شہرِ کرنال لاہور سے دو سَو اِکّیس میل ہے۔ ۲۳۵۵۹ آدمیوں کی بستی ہے + نہرِ جمنا کے کِنارے بستا ہے + یہاں بُو علی قلندر کا ایک مزار ہے۔ گنج پُورہ اِس تحصیل میں ایک اَور مشہور قصبہ ہے +

دُوسری تحصیلِ پانی پت۔ یہ قصبہ لاہور سے سوا دو سَو میل گوشۂ جنوب و مشرِق میں ہے۔ بہت پُرانا قصبہ ہے + زمانۂ سابِق میں اِس میں عربی زبان کے بڑے بڑے عالِم و فاضِل تھے۔ وُہ اپنی تصانیف اَور بڑے بڑے کُتُب خانے چھوڑ گئے ہیں۔ اِن کے بعد کوئی لئیق شخص اُن کا جانشین نہیں ہُوا۔ اَور نہ کِسی نے عِلم کی تحصیل کا شَوق کِیا۔ اَور اب تو بالکُل صفائی ہوگئی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں کے لوگ عمُوماً صاحِب جائداد اَور خُوش حال ہَیں۔ کھیتی کیاری کو عزیز جانتے ہیں۔ اِس واسطے کسب و ہُنر کی طرف کم مائل ہیں + اِس شہر میں کانچ۔ شیشے اَور بوتل

وغیرہ بنانے کا کارخانہ ہے۔ اور کانسی۔ پیتل کے برتن بھی مشہور ہیں +

تیسری تحصیل کیتھل۔ یہ علاقہ راجہ اودے سنگھ کے پاس تھا۔ مگر جب وہ لاولد مرگیا۔ تو اس کی رانی نے انگریزوں سے لڑائی کی۔ اس لئے اس کا تمام علاقہ ضبط ہو گیا + اس تحصیل میں کریر۔ جنڈ اور جال کے درخت کثرت سے ہیں۔ کریر میں جب تک شگوفہ ہوتا ہے۔ اس کو مارو اور اس کے کچے پھل کو ٹینٹ اور ڈیلا کہتے ہیں۔ جب پھل پک جاتا ہے۔ پینچو کہلاتا ہے۔ کریر کا شگوفہ اور پھل خواہ پختہ ہو خواہ خام۔ اس تحصیل کے سب باشندے کھاتے ہیں۔ اور ٹینٹ کا اچار تمام ہندوستان میں بنتا ہے + جنڈ کی کچی پھلی کو سانگر اور پختہ کو اجنج کہتے ہیں + جال کے پھلوں کو پیپل اور پیلو بولتے ہیں۔ اور ان کو میوے کے طور پر کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ غریب آدمی اکثر اوقات انہیں پر قناعت کرکے بیٹھ رہتے ہیں + اس تحصیل کے لوگ مویشی بکثرت رکھتے ہیں۔ دود۔ دہی۔ گھی۔ مکھن بہت کھاتے ہیں۔ اور

مویشی کی خرید و فروخت زیادہ کرتے ہیں - زراعت کی طرف کم راغب ہیں + نوشادر - شورہ - کانچ - چھنبا گوند یعنی ڈھاک کا گوند - یہ سب چیزیں پنجاب کے اور اضلاع کی نسبت یہاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں + پونڈری اس تحصیل میں ایک بڑا قصبہ ہے + پہوا ایک اور قصبہ سرستی ندی کے کنارے اسی تحصیل میں ہے - یہاں ندی کے کنارے بہت سے مندر بنے ہوئے ہیں +

چوتھی تحصیل تھانیسر - پہلے یہ تحصیل پیپلی کے نام سے مشہور تھی - اور ضلع انبالہ سے متعلق تھی - مگر اب تھوڑے عرصے سے انبالے سے ٹوٹ کر اس ضلع میں شامل ہو گئی ہے - یہ مشہور و معروف قصبہ لاہور سے ۱۹۰ میل گوشۂ جنوب و مشرق میں سرستی ندی کے بائیں کنارے بستا ہے - ہندوؤں کا قدیم شہر اور بڑا تیرتھ ہے - اس کا نام کورکشیتر مشہور ہے - اس کی وجہ یہ ہے - کہ کرو نام ایک راجہ تھا - جس کی اولاد کوروں کے نام سے مشہور ہے - اس نے اس جگہ جگ کر کے شرقاً غرباً ۴۰ کوس اور شمالاً جنوباً ۴۸ کوس

مُستطیل زمین میں اپنے ہاتھ سے ہل جوتنا۔ اور اُس
میں بَیٹھ کر برہما جی کی عبادت کی۔ آخرِ کار برہما جی نے
خُوش ہو کر اُس سے پُوچھا۔ کہ تُو کیا چاہتا ہے + اُس
نے عرض کی۔ کہ جو شخص اِس زمین میں جہاں تک کہ
مَیں نے کھیتی کی ہے۔ مرجائے۔ وُہ نجات پائے + حُکم
ہُوا۔ کہ جو کوئی اِس جگہ لڑائی میں مارا جائیگا۔ وُہ نجات
پائیگا۔ اُسی دِن سے کُورُچھیتر یعنی راجہ کُرُو کا کھیت
مشہُور ہو گیا۔ اَور اِسی واسطے کوروں اَور پانڈوں نے
لڑائی کے لِئے یہ جگہ پسند کی تھی۔ قصبۂ کُورُچھیتر کے
باہر ایک تالاب کُورُچھیتر نام سے مشہُور ہے۔ اِس جگہ
سُورج گہن کے وقت بڑا پرب ہوتا ہے۔ اَور دُور دُور
سے ہِندُو لوگ اشنان کرنے آتے ہیں۔ اِس کے سِوا
گِرد و نواح میں اَور بہُت سے تیرتھ جابجا بنے ہُوئے
ہیں۔ شیخ چِلّی کا مقبرہ بھی یہاں بنا ہُوا ہے +

لاڈوہ ایک اَور قصبہ ہے۔ یہ سابِق میں راجہ چیت سِنگھ
کی رِیاست میں داخِل تھا۔ لاہور کے ہنگامے میں یہ راجہ
باغی ہو گیا تھا۔ اِس لِئے اِس کا مُلک ضبط ہو گیا۔
اِس قصبے کے مشرِق میں شاہ نہر جاری ہے +

ضِلع انبالہ

اِس ضِلع میں پانچ تحصیلیں ہیں - انبالہ - جگادھری - نرائن گڑھ - کھرڑ - روپڑ *

شہرِ انبالہ سِکھوں کے وقت میں ایک چھوٹا سا قصبہ تھا - پر انگریزی عملداری میں اِس کو بڑی ترقّی ہُوئی ہے - بازار نئے تعمیر ہوگئے ہیں - فوج کی چھاؤنی بھی چار مِیل کے فاصِلے پر پڑ گئی ہے * لاہور سے یہ شہر ۱۶۰ مِیل گوشۂ جنُوب و مشرِق میں ہے - اِس کے مکانات سب پُختہ ہیں - ملک تاجُ الدّین المعرُوف شاہ لکّھی کی خانقاہ بھی اِسی جگہ ہے * اِس شہر کا گِرد و نواح خراب ہے - باغات نہیں ہیں - گرمی کے موسم میں اکثر کُوؤں کا پانی بالکُل خُشک ہو جاتا ہے - اور شہر کے اندر جِتنے کُوئیں ہیں - اُن کا پانی کھاری ہے - اس لِئے یہاں کے باشندے تالاب اور جوہڑ کا پانی پیا کرتے تھے - مگر اب واٹر ورکس کا اِنتِظام ہوگیا ہے * اِس کے مشرِق کی طرف مار کنڈا ندی برسات میں بڑے زور شور سے بہتی ہے - مسافروں کو اِس

سے بڑی دِقّت اَور تکلیف ہوتی ہے - اِس کی دلدل
بڑی خطرناک ہے +

قصبۂ مُلانہ انبالے سے مشرِق کی طرف سڑک کے
کِنارے واقع ہے +

منی مزرعہ - یہ ایک بڑا گاؤں ہے - یہاں چاول
اعلےٰ قِسم کے پَیدا ہوتے ہَیں - اِس کے پاس ایک ندّی
جاری ہَے - جِس میں سے سونا نکلتا ہے - اَور گھگّر ندّی
اُس کے تمام علاقے کو سیراب کرتی ہے +

قصبۂ جگادھری کا نواح بڑا پُر فضا ہے - دریائے
جمنا اَور شاہ نہر اِس علاقے میں جاری ہے - یہاں
تھلیاں بڑی مضبُوط اَور خُوش نُما بنتی ہَیں - بڑے بڑے
ساہُوکار اِس جگہ رہتے ہَیں +

اِن قصبوں کے سِوا مُصطفےٰ آباد - بُوڑیہ -
بلاس پُور - ساڈھورہ - نرائن گڑھ - کوٹاہا - خِضر آباد - روپڑ
مورنڈہ - ببلہ بھی مشہُور مقام ہَیں + ۲۳ مئی ۱۸۹۹ء
سے کالکا اَور کسَولی بھی ضِلع شِملہ سے علٰحدہ ہو کر
اِس ضِلع میں شامل ہوگئے ہَیں +

ضلع شملہ

شملہ لاہور سے ڈیڑھ سو میل گوشۂ جنوب و مشرق میں ہے۔ اس کی بلندی سطح سمندر سے ۷۸۶۴ فٹ ہے + انبالے سے ۳۵ میل کے فاصلے پر پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ کالکا سے شملے تک برابر سڑک بنی ہوئی ہے + اس پہاڑ میں شملہ۔ سپاٹو۔ ڈگسائی۔ بناسر۔ سناور۔ بہت مشہور مقام ہیں۔ کوہ ڈگسائی اور سپاٹو میں گوروں کی فوج رہتی ہے۔ ان مقاموں کی آب و ہوا خوشگوار ہے۔ شملے کی آب و ہوا بھی بہت سرد اور صحت بخش ہے + کلکتے۔ ممالکِ مغربی و شمالی اور پنجاب سے اکثر صاحب لوگ وہاں تبدیلِ ہوا کے واسطے جاتے ہیں +

رام پور شملے سے ۵۳ کوس شمال مشرق کی طرف دریائے ستلج کے کنارے واقع ہے۔ اس میں ہر سال تین میلے ہوتے ہیں۔ پہلا ماہ جنوری میں۔ دوسرا جون میں۔ تیسرا اکتوبر میں + ان میلوں میں اون۔ ریشم۔ انگور۔ سہاگہ۔ فیروزہ۔ زربسی۔ کشمش وغیرہ چیزیں اور

پہاڑی گوُنٹ چین۔ یارقند۔لدّاخ وغیرہ سے آکر فروخت ہُوا کرتے ہیں +

سناور ایک مشہور مقام اِسی ضِلع میں ہے۔یہاں سرہنری لارنس صاحب کا قائم کِیا ہُوا ایک مدرسہ ہے۔جِس میں گوروں کے ایسے بہت سے لڑکے لڑکیاں تعلیم پاتے ہیں۔جِن کے ماں باپ گزر گئے ہیں۔سرکار اُنھیں کھانا کپڑا بھی دیتی ہے۔اَور پڑھاتی لِکھاتی بھی ہے +

اِس ضِلع میں دو تحصِیلیں ہیں۔شِملے اَور بھرولی کی تحصِیل۔کوٹ کھائی اَور کوٹ گڑھ کی تحصِیل +

دُوسری قِسمتِ جالندھر

اِس قِسمت میں پانچ ضِلعے ہیں۔لُدھیانہ۔فیروز پُور۔جالندھر۔ہوشیار پُور۔کانگڑہ +

ضِلعِ لُدھیانہ

اِس ضِلع میں تین تحصِیلیں ہیں۔لُدھیانہ۔سمرالہ۔

جگراؤں ٭
شہرِ لُدّھیانہ انبالے کے گوشۂ شمال و مغرب میں ہے۔ اور لاہور سے ایک سو میل گوشۂ جنوب و مشرق میں دریائے ستلج کی ایک شاخ کے بائیں کنارے بستا ہے۔ خوش وضع اور رونق دار شہر ہے۔ پیشتر چھوٹا سا قصبہ تھا۔ انگریزی عملداری میں چھاؤنی کے پڑنے سے اس شہر کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ گو چھاؤنی بھی اب کئی سال سے اُٹھ گئی ہے۔ مگر دن بدن رونق بڑھتی جاتی ہے۔ شالباف کشمیریوں کے سینکڑوں گھر یہاں ہیں ٭ اس شہر کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ ۱۴۸۰ء میں خاندانِ لودھی کے دو شہزادوں یوسف اور نہنگ نے اسے آباد کیا تھا۔ اس واسطے لودھی سے منسوب کر کے لُدّھیانہ کہتے ہیں۔ بُڈھے نالے پر ایک قلعہ ہے۔ جو ۹۳۲ھ ہجری میں تعمیر ہوا تھا۔ اس کے قریب ایک درگاہ ہے۔ ہر سال یہاں روشنی کا میلہ ہوا کرتا ہے۔ اور شہر سے چار کوس کے فاصلے پر دریائے ستلج بہتا ہے ٭
موضع علی وال لُدّھیانے سے جنوب کی طرف دریائے

ستلج کے کنارے واقع ہے۔ اس مقام پر سرکار انگریزی نے سکھوں کی فوج کو شکست دی تھی۔ علی وال سے چار کوس کے فاصلے پر مغرب کی طرف قصبہ رائے کوٹ ہے۔ اس کے مکانات پختہ ہیں اور بازار اچھا ہے۔ اس قصبے میں ۱۰۱۳۱ باشندے ہیں۔ موضع باگڑیاں اس لئے مشہور ہے۔ کہ یہاں سدا برت بٹتا ہے + بہلول پور افغانوں کا قدیم قصبہ ہے۔ بڈھے نالے کے کنارے بستا ہے۔ ماچھی واڑہ بھی بڈھے نالے پر ہے۔ اس میں شکرتری کی تجارت بہت ہوتی ہے۔ کوٹالہ اور لدھڑاں مشہور گاؤں ہیں +

اسی ضلع میں نواب مالیر کوٹلہ کی ریاست ہے۔ مالیر کوٹلے میں سوتی کھیس اور رتھ گاڑیاں بہت عمدہ بنتی ہیں۔ اور بندوق بھی یہاں کی مشہور ہے +

اس ضلع میں یوں تو سب قسم کا اناج پیدا ہوتا ہے۔ پر چنے کثرت سے ہوتے ہیں +

ضلع فیروز پور

اس ضلع میں پانچ تحصیلیں ہیں۔ فیروز پور۔

مُکتسر - فاضلکا - موگہ - زیرہ +

پہلی تحصیلِ فیروز پُور - شہرِ فیروز پور لُدھیانے سے مغرب اَور لاہور سے جنوب میں ۴۶ میل کی دُوری پر دریائے ستلج کے بائیں کنارے بستا ہے۔ یہ ضلع فیروز پور کا جنگل کہلاتا ہے - آک - جھڑ بیری اَور بکائن کے سوا اَور کوئی درخت یہاں کم نظر آتا ہے - اِس جگہ کا مشہور تحفہ گرد اَور آندھی ہے + پچھم کے بادشاہوں کی چڑھائی اَور ہمیشہ کی لڑائی سے یہ ضلع اُجڑ گیا تھا - انگریزی عہد میں پھر آباد ہوا ہے - خاص شہر اَور اُس کے نواح میں طرح طرح کے درخت بھی لگائے گئے ہیں - پُرانا قلعہ جو آبادی کے اندر تھا - وہ گرا دیا گیا ہے - حال میں انگریزی ڈھنگ کا ایک نیا قلعہ لڑائی کے سامان اَور گودام کے واسطے شہر کے باہر طیّار ہوا ہے + چھاؤنی بھی یہاں ہے - اَور ہر ایک قوم کے لوگ بستے ہیں - خصوصاً اروڑے - کشمیری - راجپوت اَور افغان - مگر اروڑے سب سے زیادہ ہیں +

دُوسری تحصیلِ مُکتسر - اِس مُکت سر کی اصل موکش سر

ہے۔یعنی نجات کا تالاب۔اِس مقام پر ایک بڑا پُختہ
تالاب ہے۔ سِکھ لوگ اِس جگہ کا نہانا باعث نجات
سمجھتے ہیں۔کیونکہ اِس مقام پر گرُو تیغ بہادُر صاحب
کے بیٹے گرُو گوبند سِنگھ صاحب اورنگ زیب بادشاہ
کی فوج سے لڑے تھے۔اِس لڑائی میں اُن کے بہت سے
ہمراہی مارے گئے۔اِس لئے اُنھوں نے اس جگہ کا
نام شہید گنج رکھا اور فرمایا۔کہ" جس قدر سِکھ اِس
جگہ شہید ہُوئے ہیں۔ اُن سب کی مکتی ہو گئی اور
آئندہ جو لوگ اِس تالاب میں نہائینگے۔ وُہ بھی نجات
پائینگے"۔ چنانچہ اُسی روز سے اِس تالاب کو مُکتسر کہتے
ہیں۔ تالاب کے پاس ایک ٹیلا ہے۔جہاں گرُو گوبند سِنگھ
کھڑے ہوکر دُشمنوں سے لڑے تھے۔اِس کو ٹبّی صاحب
کہتے ہیں۔یہاں سال کے سال سِکّھوں کا بڑا بھاری
میلہ ہوتا ہے۔ سینکڑوں سادھو اور بیراگی یاترا کے
طَور پر آتے ہیں۔ دربار صاحب میں بڑی رونق ہوتی
ہے۔بھجن گائے جاتے ہیں۔کتھا ہوتی ہے۔ گرُو
گوبند سِنگھ صاحب سِکّھوں کے دسویں گرُو تھے۔ بہ
بڑے شیر دل اور جواں مرد آدمی تھے۔اِنھوں نے

سکھوں کو سپہ گری سکھا کر سنگھ یعنی شیر کا خطاب دیا۔ بال منڈانے سے ممانعت کی۔ سر پر لوہے کا چکر رکھنے کا حکم دیا۔ گرنتھ صاحب کی دوسری جلد تصنیف کرکے اس کا نام دشم گرنتھ رکھا۔ ۱۷۰۸ء میں مقام ناندیر علاقۂ حیدر آباد دکھن میں ان کا انتقال ہُوا +

تیسری تحصیل فاضلکا۔ یہ تحصیل ضلع سرسہ کے ٹوٹ جانے کے باعث اس ضلع میں شامل کی گئی ہے۔ اور اس میں تحصیل فاضلکا کا سارا علاقہ اور تحصیل ڈبوالی کا آدھا علاقہ شامل ہے +

چوتھی موگے کی تحصیل۔ یہ قصبہ لدھیانے کی سڑک پر ہے +

پانچویں زیرے کی تحصیل +

ضلع جالندھر

اس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں۔ جالندھر۔ نکودر۔ پھلور۔ نواںشہر +

پہلی تحصیل جالندھر۔ یہ شہر بہت پرانا ہے۔ لاہور

سے اسّی مِیل ہَے۔ بادشاہی وقت میں بہُت آباد تھا۔ دوآبۂ بست جالندھر کا حاکم ہمیشہ اِسی شہر میں رہا کرتا تھا۔ اب بھی اِس قِسمت کا صدر مقام یہی شہر ہَے۔ پُرانے مکانات۔ مقبرے۔ مسجدیں اور عِمارتیں یہاں اب تک موجُود ہَیں۔ پٹھانوں اور راجپُوتوں کی بارہ بستِیاں اِس کے گِرد بستی ہَیں۔ باغات بھی بہُت ہَیں۔ شہر کے درمیان اِمام ناصِرُ الدّین صاحب کی ایک مشہُور خانقاہ ہَے۔ ہر سال یہاں ایک دفعہ بڑا میلہ ہوتا ہَے۔ اور ہر جُمعرات کو بھی کیفیّت رہتی ہَے۔ اِس خانقاہ کے قریب ایک نیا بازار اِسٹارٹ صاحب کا آباد کِیا ہُوا ہَے۔ وُہ بازار بھی بہُت قرینے کا ہَے۔ لیکن اب تک اچھّی طرح آباد نہیں ہُوا۔ اِس شہر میں کھتّریوں معرُوف قانُون گوؤں کی مِلکیّت بہُت ہَے۔ اُن میں سے اکثر ہندُو اور تھوڑے مُسلمان ہَیں۔ اِن کی چار قومیں ہَیں۔ سوہندی۔ سہگل۔ تھاپر۔ بتّے۔ اِس شہر کے باہر کِشن چند کا تالاب بڑی فرحت افزا جگہ ہَے۔ وہاں سال کے سال بڑا بارونق میلہ ہُوا کرتا ہَے۔

ایک دیبی کا مندر بھی وہاں ہے + چھاؤنی جالندھر پیشتر بڑی تھی - اب اُتنی نہیں رہی +

اِس تحصیل میں یہ قصبے مشہور ہیں - کرتار پور - علاول پور آدم پور +

دُوسری تحصیل نکودر - یہ قصبہ پُرانا ہے - پہلے یہاں عُمدہ عُمدہ پکی عمارتیں - باغ اور بادشاہی مسجدیں تھیں - مگر اب صرف ایک باغ اور جہانگیر بادشاہ کے پیر کا ایک مقبرہ باقی ہے - اور سب مُنہدم ہو گئے - مہت پور - شاہ کوٹ - ملسیاں - لوہیاں - ادگی اِس تحصیل کے بڑے بڑے قصبے ہیں +

تیسری تحصیل پھلور - یہ قصبہ جالندھر سے ۲۷ میل کے فاصلے پر گوشۂ جنوب و مشرق میں دریائے ستلج کے کنارے واقع ہے - اور بہت پُرانا قصبہ ہے - سکھوں کے وقت کا ایک بہت پختہ قلعہ یہاں ہے - چند بنگلے اور بارکیں بھی ہیں - کچھ گورے بھی رہتے ہیں - بازار اچھا ہے + اِس تحصیل میں نُور جہاں بیگم کا آباد کیا ہوا ایک قصبہ نُور محل ہے - اِس میں ایک بڑی عُمدہ سرائے بھی اُسی وقت کی تھی - اب کھنڈر

ہوگئی ہے - اور اِس میں تھانہ رہتا ہے + جنڈیالہ - بُنڈالہ - رُڑکا کلاں - کلیتہ - اپرا - لساڑا - بنگہ اِس تحصیل کے مشہور قصبے ہیں +

چوتھی تحصیل نواشہر - یہ قصبہ بھی پُر فضا ہے - یہاں ایک بارہ دری - ایک پختہ تالاب اور ایک بہت اچھا باغ ہے - اِس قصبے میں گُڑ نہایت لذیذ بنتا ہے + اِسی تحصیل میں راہوں بھی ایک اچھا آباد قصبہ ہے - اِس کے مکانات پختہ - باشندے زیادہ تر کھتری ہیں - لُنگیاں - گھاٹی کپڑا اور گوٹا یہاں بہت بنتا ہے - کپڑا تبت تک فروخت کے واسطے جاتا ہے + بنگہ بھی اِس تحصیل میں مشہور قصبہ ہے +

ضِلع ہوشیار پُور

اِس ضِلع میں کچھ تو کوہستان ہے - اور باقی تمام علاقہ میدان ہے + اِس میدان میں پہاڑی ندی نالے بہت ہیں - عام طور پر یہاں کی زمین اکثر بارانی اور زرخیز ہے - اِس میں باغ کثرت سے ہیں - چنانچہ ماہل پور سے گڑھ دیوالے تک جو پچیس کوس کا فاصلہ

ہے۔ دامنِ کوہ میں برابر باغ ہی باغ چلے گئے ہیں۔
اور آم اِس کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔کہ تمام پنجاب
میں یہاں کے آم صرف ہوتے ہیں۔اِس ضلع میں
پہاڑ کی دو دھاروں کے درمیان جو سرسبز زمین ہے۔
اُسے دُون کہتے ہیں۔اِس پہاڑ میں دو تین مقام
بڑے مشہور ہیں۔ ایک تو دیبی چنتپورنی کا مندر۔
یہاں ہندو لوگ بڑے اِعتقاد سے دُور دُور سے
زیارت کو آتے ہیں۔ دُوسرے دیبی دھرم پور کا مندر۔
تیسرے شاہ نور جمال کی درگاہ۔ اور حاجی پور سے
تین مِیل کے فاصلے پر گگّن ٹیلہ ہے۔اِس ٹیلے پر
صدہا طرح کی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اِس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں۔ پہلی خاص
ہوشیار پور کی تحصیل۔ ہوشیار پور جالندھر کے گوشۂ
شمال و مشرق اور لاہور سے ۹۵ مِیل مشرق کی طرف
آباد ہے۔اِس کے نیچے ایک پہاڑی نالہ اِس زور سے
آتا ہے۔کہ اُس سے شہر کے مکانات کو بڑا نقصان
پہنچتا ہے۔ ہوشیار پور کے سِوا اِس تحصیل میں بڑے
قصبے یہ ہیں۔گڑھ دیوالہ۔ ہریانہ۔شام چوراسی خانپور۔

بنجواڑہ - بہادُر پُور - نارو ننگل - بسی کلاں *

دُوسری گڑھ شنکر کی تحصیل - یہ پُرانا قصبہ ہے - اَور اُونچے ٹیلے پر آباد ہے - اِس کی زمین سیر حاصل اَور زرخیز ہے - ماہل پُور - جیجوں - بلاچور تین قصبے اِس میں اَور نامی ہیں *

تیسری اُونے کی تحصیل - یہ قصبہ پہاڑ میں سوان ندّی کے کنارے آباد ہے - بہت عُمدہ جگہ ہے - سبزہ زار اَور ندّی نالوں کی کیفیّت دیکھنے کے لائق ہے - یہاں بیدی بکرم سنگھ سکھّوں کا گرُو رہا کرتا تھا - موضع انب اِس تحصیل میں بہت پُر فضا جگہ ہے * انبوٹہ - سنتوکھ گڑھ - انند پُور - کیرت پُور - نُور پُور بڑے قصبے ہیں *

چوتھی تحصیل دسوہہ - یہ بستی بھی پُرانی ہے - مکانات پختہ ہیں - بڑے بڑے قصبے اِس کے یہ ہیں - بھنگالہ - حاجی پُور - مکیریاں - میانی - اُڑمُڑ - ٹانڈہ *

ضِلع کانگڑہ

ہوشیار پُور کے گوشۂ شمال و مشرِق میں یہ ضِلع

بالکل کوہِ ہمالیہ کے پہاڑوں میں بستا ہے۔ گھینگے کا عارضہ یعنی گلا پھول جانا جس کو پنجابی گلّھڑ کہتے ہیں۔ یہاں اکثر ہو جایا کرتا ہے۔ اس میں چھ تحصیلیں ہیں۔ کانگڑہ۔ پالم پور۔ کُلّو۔ ہمیر پور۔ ڈیرہ۔ نور پور۔ اور ایک نائب تحصیلدار مقام پلاچ علاقۂ کُلّو میں رہتا ہے۔ شہرِ کانگڑہ لاہور سے ایک سو تیس میل دور ہے۔ نہایت سیراب اور دِلکش جگہ ہے۔ اِس ضلع کے پہاڑ سرسبز اور خوش فضا ہیں۔ جابجا نہریں اور چشمے جاری ہیں۔ یہاں کے باشندے بھولے بھالے اور خوش مزاج ہیں۔ پر اب سمجھ دار ہوتے جاتے ہیں۔ سرکارِ انگریزی کی عملداری میں سڑکیں بہت عمدہ تیار ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ اب بعض سڑکوں پر گاڑیاں چلتی ہیں +

اِس ضلع میں ہندوؤں کے دیوتا یہ ہیں۔ اوّل جوالا مکھی۔ اِس جگہ کئی مقاموں سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے۔ دو نہریں پہاڑ سے آکر اِس طرح پڑتی ہیں۔ کہ ایک مندر کے درمیان اور دوسری

مندر کے باہر۔ اِن کی کیفیّت قابلِ دِید ہے۔ یہ مندر کانگڑے سے ۱۶ کوس کے فاصلے پر ہے ❊

دُوسرا مہارانی کا مندر۔ اِس کو دیوی کا بھون بھی کہتے ہیں۔ یہ کانگڑے سے نِصف مِیل کے فاصلے پر ہے۔ کانگڑے کی نِسبت بھون میں زیادہ رونق ہے۔ اِس شہر کا قلعہ مضبُوط اَور پُرانا ہے۔ اِس قلعے کے اَندر دو مندر اَور ایک بڑا گہرا تالاب کپُور ساگر بنا ہُوا ہے۔ اِن کے سِوا کئی اَور مندر اَور قدِیم مکانات بھی ہیں۔ ہِندُو لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ قلعہ دیوتاؤں کے ہاتھ کا بنایا ہُوا ہے۔ اِس شہر کی آبادی جزیرہ نُما کی شکل کی ہے۔ ایک طرف بان گنگا جاری ہے۔ دُوسری طرف پاتال گنگا۔ یہ دونو ندیاں قلعے کے نِیچے اِکٹھی ہو جاتی ہیں۔ برہمنوں کا بیان ہے۔ کہ اِس اِجتماعِ آب میں تِین سَو ساٹھ تِیرتھوں کا پانی آکر جمع ہوتا ہے۔ اِس اِجتماعِ آب کو سنگھم کہتے ہیں۔ اِس واسطے یہاں غُسل کرنا ثواب سمجھتے ہیں۔ آٹھ کوس پر دھرم سالہ ہے۔ جِس کو بھاگسُو بھی کہتے ہیں۔ یہاں انگریزی چھاؤنی ہے۔ اَور ضِلع

کی کچہری بھی ہوتی ہے۔ یہاں سے برف کا پہاڑ بہت نزدیک ہے +

چشمۂ منی کرن کانگڑے سے اسّی کوس دُور گوشۂ شمال و مشرق میں کُلّو کے پہاڑ میں ہے۔ یہاں کئی جگہ ایسا کھولتا ہُوا گرم پانی زمین سے نکلتا ہے۔ کہ جس میں نان و برنج وغیرہ بخوبی پک سکتے ہیں۔ ہندو اس کی پُوجا کرتے ہیں +

چوتھا تالاب روالسر کانگڑے سے مشرق کی طرف پچاس کوس کے فاصلے پر علاقۂ منڈی میں ہے۔ اِس تالاب کا محیط ایک میل سے کچھ کم ہے۔ اِس میں پہاڑ کے سات ٹیلے تیرتے پھرتے ہیں۔ ٹیلوں پر نَے۔ نرسل وغیرہ کے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ ایک ٹیلا جو سب سے بڑا ہے۔ تقریباً تیرہ فُٹ لمبا اور پانچ فُٹ چوڑا ہے۔ ہندو اِن کو پُوجتے ہیں +

اِن کے سوا دیوتاؤں کے اَور کئی مندر بھی اس ضلع میں ہیں۔ مثلاً جینتی دیوی۔ بیج ناتھ۔ ترلوک ناتھ وغیرہ +

اَور مشہور قصبے یہ ہیں۔ نُور پُور۔ یہ قصبہ سطح سمندر

سے دو ہزار فُٹ اُونچا ہے۔آبادی اچھّی ہے۔کشمیری لوگ بہُت آباد ہیں۔پشمینے کا بیوپار کرتے ہیں۔نادون جو بیاس کے کِنارے آباد ہے۔ٹیرہ سُجان پُور۔یہ بھی اِسی دریا پر ہے۔اِس قصبے کے درمیان ایک سَو بیگھے کا ایک بہُت مُصفّا مُربّع مَیدان ہے۔ ایسا مُسطّح مَیدان اِس ضِلع میں اَور کہیں نہیں ہے۔ ہری پُور۔بورانہ۔سُلطان پُور جس کو کُلُّو بھی کہتے ہیں۔منڈی جس میں منڈی کا راجہ رہتا ہے۔چنبہ۔ یہ راجۂ چنبہ کی حکُومت میں ہے +

اِس ضِلع کی پَیداوار یہ ہے۔علاقۂ پالم پُور میں چاول بہُت اچھّا ہوتا ہے۔سرکارِ انگریزی کی عملداری میں کئی جگہ چائے پَیدا ہوتی ہے۔علاقۂ کُلُّو میں افیُون۔ چرس۔پشم۔گُونٹ یعنی میانے قد کا پہاڑی گھوڑا اَور چنور یعنی جنگلی گائے کی دُم کا مورچھل اَور مُشک نافہ بہُت ہوتا ہے۔ علاقۂ منڈی میں دو جگہ نمک کی کانیں ہیں۔ایک کو گومہ۔دُوسری کو درنگ کہتے ہیں۔اِن کانوں میں سے سُرخی مائل سیاہ نمک نِکلتا ہے۔وُہ اِس مُلک میں کثرت سے ہوتا ہے۔علاقۂ چنبہ میں

زیرہ - دُھوپ - اُون - اخروٹ پیدا ہوتے ہیں +

دھرم سالہ سے دو کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں کنیارہ ہے - اِس کے نزدیک کان ہے - جس میں سے سلیٹ کا پتھر نکلتا ہے - جو بجائے کھپروں کے اِس مُلک کے چھپروں پر پاٹتے ہیں - بھاگسو اور کانگڑے وغیرہ کے تمام مکانات اِسی پتھر سے پٹے ہوئے ہیں +

تیسری قسمتِ لاہور

اِس قسمت میں چھ ضلعے ہیں - گُرداسپُور - امرتسر - سیالکوٹ - گُوجرانوالہ - لاہور - منٹگمری +

ضلع گُرداسپُور

اِس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں - گُرداسپُور - پٹھان کوٹ شکر گڑھ - بٹالہ +

پہلی تحصیل گُرداسپُور - قصبۂ گُرداسپُور لاہور سے ۷۵ میل گوشۂ شمال و مشرق میں ہے - پیشتر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا - مگر اب ضلع کا صدر مقام ہے -

اور اِس کی آبادی روز بروز ترقّی پر ہے ۔

اِس تحصیل میں اور بھی کئی بڑے بڑے قصبے ہیں۔ اوّل دِینا نگر پُرانا قصبہ ہے۔اِس کا گرد و نواح نہایت خُوش نُما اور پُر فضا ہے۔آموں کے درختوں کی یہاں بڑی کثرت ہے۔اِس کے چاروں طرف عُمدہ عُمدہ باغ ہیں۔ راجہ رنجیت سِنگھ گرمیوں میں دو دو تین تین مہینے اِس شہر میں ٹھیرا کرتے تھے۔دُوسرا قصبہ بہرام پُور بہُت پُرانا ہے۔اِس کے سب مکانات پُختہ ہیں۔یہاں کھتّری لوگ بہُت بستے ہیں۔اِس قصبے کے نواح میں شکار بہُت مِلتا ہے۔اور آموں کی بڑی کثرت ہے۔تیسرا کلانور جو پچھلے بادشاہوں کے زمانے میں ایک دفعہ دارُ السّلطنت بھی رہ چُکا ہے۔پُرانا اور عُمدہ قصبہ ہے۔مکانات اِس کے پُختہ ہیں۔چوتھا کاہنُووان بڑا قصبہ ہے۔اِس کے قریب ایک جھیل ہے۔اِس میں مہاراجہ شیر سِنگھ کی بنائی ہُوئی ایک بارہ دری ہے۔یہاں شکار بہُت مِلتا ہے ۔

دُوسری تحصیل پٹھان کوٹ۔یہ پُرانا قصبہ ہے۔ اِس میں شاہجہان کے وقت کا ایک پُختہ قلعہ بنا ہُوا

تھا۔اب اُس کو توڑ کر اُس کی اینٹوں سے مادھو پُور میں ایک پُل اَور اَور کارخانے بنا لیئے گئے ہیں۔نہر کا دفتر بھی مادھو پُور میں رہتا ہے۔اِس تحصیل میں سُجان پُور ایک بہُت بڑا آباد قصبہ ہے۔اِس میں زِیادہ تر کشمیری رہتے ہیں۔ہلدی اِس علاقے میں بہُت پیدا ہوتی ہے۔اُون کی لوئیاں اَور پٹّیاں بھی بنتی ہیں ✤

تیسری تحصِیل شکر گڑھ۔یہ ایک بڑا گاؤں ہے۔اِس کے مکانات کچّے ہیں۔مگر تحصِیل اَور کوتوالی سرکار کی بنائی ہُوئی پُختہ ہے۔اِس تحصِیل میں کنجرُوڑ بڑا قصبہ ہے ✤

چوتھی تحصِیل بٹالہ۔یہ قدیم قصبہ شہرِ امرِتسر کے گوشۂِ شمال و مشرِق کی طرف بہُت آباد اَور خُوش قطع مقام ہے۔یہاں شیر سنگھ کی بنائی ہُوئی ایک بارہ دری اَور تالاب بہُت عُمدہ ہے۔اِس کے چاروں طرف باغ ہیں۔یہاں کے باشندے عقیل اَور شرِیف ہیں۔زمانۂِ سابِق میں اِس جگہ عِلم و ہُنر کے نامی عالِم و شاعر تھے۔اِس وقت صِرف حضرت میاں صاحب کا خاندان قابِلِ

تعریف اور تاریخ میں ذکر کرنے کے لائق ہے۔کتب خانہ بھی ان کے پاس اچھا ہے۔یہ لوگ نہایت علم دوست اور فیاض ہیں + اس شہر کی ریشمی اور سوتی سوسی۔ لنگی۔گلبدن۔ریشمی کپڑے خصوصاً دریائی وغیرہ مشہور ہیں + اس تحصیل میں ڈیرۂ بابا نانک بیدیوں کا مشہور قصبہ ہے۔یہ لوگ گرو نانک صاحب کی اولاد سے ہیں۔اس قصبے میں جہاں بابا نانک صاحب بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔اُنھوں نے وہاں ایک نہایت عمدہ سنہری مندر بنایا ہے۔اس کی زیارت کو کوسوں سے سکھ وغیرہ لوگ آتے ہیں۔اور فتح گڑھ۔ سری گوبند پور۔قادیاں یہ بھی اس تحصیل میں بڑے قصبے ہیں +

ضلع امرتسر

اس ضلع میں تین تحصیلیں ہیں۔امرت سر۔ ترنتارن۔اجنالہ +

پہلی تحصیل امرتسر۔شہر امرتسر زمانۂ سابق میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔اس وقت اس کا نام چک تھا۔

سِکھّوں کے چوتھے گُرُو رام داس جی نے جو سنہ ۱۵۸۱ء
میں فوت ہُوئے۔ اُس کو بہت آباد کِیا۔ اُس وقت اِس
کا نام رام داس پُور مشہُور ہُؤا۔ پھر اُنھوں نے اِس
کے اَندر ایک بڑا تالاب بنا کر اُس کا نام امرِت سر یعنی
آبِ حیات کا تالاب رکھّا۔ اِس تالاب کے سبب اِس شہر
کا نام امرِتسر ہو گیا۔ مہاراجہ رنجیت سِنگھ کے وقت میں
اِس کی آبادی میں بڑی ترقّی ہُوئی۔ یہاں تک کِہ تمام
پنجاب میں لاثانی ہو گیا۔ اَور اپنی خُوش قطعی۔ وضع داری۔
خُوبصُورتی اَور صفائی کے سبب لاہور سے بھی سبقت
لے گیا۔ ۱۶۲۴۲۹ آدمی یہاں آباد ہَیں۔ شہر پناہ پُختہ۔
بازار وسیع ہَیں۔ پکّی اِینٹوں کے فرش لگے ہُوئے ہَیں۔
گچ کی بدررَوئیں بنی ہُوئی ہَیں۔ محلّے کٹڑوں کے نام
سے مشہُور ہَیں۔ شہر کے درمیان عین تالاب میں
گُرُو صاحب کا مندر بنا ہُؤا ہَے۔ اِس میں گرنتھ صاحب
رکھّا ہَے۔ جِس کی بڑی پُوجا ہوتی ہَے۔ اِس کے ساتھ
ہی بابا اٹل کا ڈیرہ بڑا بلند ہَے۔ وہاں کے فقیروں
کی یِہ صدا مشہُور ہَے۔ "بابا اٹل پکّی پکائی گھل"۔ یعنی
پکّی پکائی بھیج + پُجاری بھائی جی کہلاتے ہَیں۔ جو شخص

گرنتھ صاحب پڑھے۔ خواہ کسی ذات کا ہو۔ اُس کو
بھائی جی کا خطاب مِل سکتا ہے۔ شہر کے باہر مہاراجہ
رنجیت سِنگھ کا بنایا ہُوا رام باغ ہے۔ اِس کے سِوا
شہر کے گِرد و اگِرد رئیسوں کے بنائے ہُوئے اَور بھی
بہُت سے باغ اَور بارہ دریاں ہیں ÷

اِس تحصیل میں بڑے بڑے گاؤں اَور قصبے یہ
ہیں۔ سٹھیالہ۔ بوتالہ۔ مہتہ۔ مجیٹھہ۔ سوہیاں کلاں۔
سُلطان وِنڈ۔ بنڈالہ اَور جنڈیالہ۔ یہ قصبہ امرتسر سے
دس مِیل کے فاصلے پر لب سڑک واقع ہے۔ اصل میں
اِس کا نام جنڈو آلہ تھا۔ یعنی جنڈو کا گھر۔ جنڈو ایک
جاٹ کا نام تھا۔ جس نے اِس کو آباد کیا تھا۔ اَور آلہ
سنسکِرت میں گھر کو کہتے ہیں۔ اب اُس کو بگاڑ کر
جنڈیالہ کہنے لگے ہیں ÷ اِس قصبے میں گرُو ہنڈال کا
ایک پُختہ مندر ہے۔ یہ گرُو اُن دس گرُوؤں سے
علیحدہ ہے۔ جو بابا نانک جی کے گدّی نشین ہوتے آئے
ہیں۔ چُونکہ گرُو عاقل داس گرُو ہنڈال کا چیلا مُدّت
تک جنڈیالے کا جاگیردار رہا ہے۔ اِس واسطے اِس
قصبے کو گرُو کا جنڈیالہ بھی کہتے ہیں ÷

دُوسری تحصیلِ ترن تارن - یہ قصبہ امرتسر سے تیرہ مِیل جنُوب کی طرف ہے۔ اِس میں سِکّھوں کے پانچویں گُرُو ارجن صاحب کا مندر اور ایک بڑا تالاب بنا ہُؤا ہے۔ یہ مندر اور تالاب مہاراجہ رنجیت سِنگھ کا بنایا ہُؤا ہے۔ اِس کے گوشۂ شمال و مشرق میں کنور نَو نہال سِنگھ کا بنایا ہُؤا ایک بہُت بلند مینار ہے۔ سِکّھوں کے زمانے میں دو ہزار پانسو اٹھارہ گاؤں جاگیر کے طور پر اِس مندر سے مُتعلّق تھے۔ مگر اب صِرف تین ہزار روپے سالانہ وظیفہ مِلتا ہے۔ اِس تحصِیل کے بڑے بڑے قصبے یہ ہیں۔ ترن تارن۔ جلال آباد۔ ویرو وال۔ فتح آباد۔ گوئند وال۔ سرہالی کلاں۔ چبھال۔ نیشٹہ۔ اٹاری +

تیسری تحصِیل اجنالہ - یہ قصبہ امرتسر سے ۱۵ مِیل شمال مغرب کی طرف ہے۔ اِس تحصِیل میں یہ قصبے اور گاؤں مشہُور ہیں۔ سوڑیاں۔ یہاں کی سُرخ مرچ مشہُور ہے۔ جنتر وال۔ چمیاری۔ رمداس۔ جگدیو کلاں۔ راجہ سانسی۔ لوپوکے۔ اِس تحصِیل میں اور غلّے کی نسبت گیہوں اور چاول بہُت پیدا ہوتے ہیں +

ضلع سیالکوٹ

اِس ضلع میں پانچ تحصیلیں ہیں۔ سیالکوٹ۔ ظفروال۔ رعیہ۔ پسرور۔ ڈسکہ +

پہلی تحصیل سیالکوٹ۔ شہرِ سیالکوٹ لاہور سے ۶۵ میل شمال میں ہے۔ اصل میں یہ لفظ ساالکوٹ ہے۔ کیونکہ اِس شہر کا قلعہ راجہ سالباہن نے تعمیر کیا تھا۔ اُس نے اپنے نام پر اِس کا نام سالکوٹ رکھا تھا۔ مگر غلطی سے سیالکوٹ مشہور ہو گیا۔ وہ قلعہ اب تک موجود ہے۔ اور سرکارِ انگریزی کے قبضے میں ہے۔ انگریزی فوج کی بڑی چھاؤنی اِسی شہر میں ہے۔ شہر کے گرداگرد چند بستیاں ہیں۔ جن کے ناموں کے اخیر لفظِ پورہ آتا ہے۔ کاغذ اِس شہر میں مضبوط اور اچھا بنتا ہے تمام پنجاب میں اِس کاغذ کی خریداری ہوتی ہے۔ اِس شہر کے مشرق کی طرف ایک ندّی ہے۔ جس کو ایک کہتے ہیں۔ اس کا پانی کاغذ بنانے کے حق میں بہت مفید ہے +

دوسری تحصیل ظفروال۔ یہ مقام بھی پرانا ہے۔

اِس کے اکثر مکانات کچّے ہیں۔ ڈلہوزی پہاڑ کی سڑک اِس کے پاس سے جاتی ہے۔ اِس سارے پرگنے میں نخود کی کاشتکاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہاں کی زمین میں اگر نخود بوتے ہیں۔ تو کیڑا دانے کو کھا جاتا ہے۔ اِس میں سنکھترّا مشہور قصبہ ہے +

تیسری تحصیل رعیّہ۔ یہ قصبہ امرتسر سے ۲۸ میل شمال کی طرف ہے۔ اِس علاقے کے چاول بہت مشہور ہیں۔ یہاں کا سانپ بڑا زہریلا ہوتا ہے۔ مشہور مقامات اِس میں یہ ہیں۔ نارو وال۔ داؤد خاص۔ میرو وال۔ جنڈیالہ کلسیاں۔ کالا خطائی۔ اولیا پور +

چوتھی تحصیل پسرور۔ اِس کا نام پُر سرور تھا۔ اب پسرور ہو گیا ہے۔ قدیم قصبہ ہے۔ یہاں کے مکانات پختہ ہیں۔ اِس جگہ ایک خاص قسم کا خربوزہ نہایت شیریں اور سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ جس کو توری کہتے ہیں۔ قلعۂ سوبھا سنگھ اِس میں نامی قصبہ ہے +

پانچویں تحصیل ڈسکہ۔ یہ گاؤں وزیر آباد۔ پسرور۔ سیالکوٹ اور گوجرانوالے کا مرکز ہے۔ یہ چاروں شہر اُس کے چاروں طرف برابر دس دس کوس کے فاصلے پر آباد

ہیں - سمبڑیال - گھرتل اِس تحصیل میں مشہور مقام ہیں +

ضلع گوجرانوالہ

پیشتر یہ ضلع شیخوپورے میں مقرر ہوا تھا - پھر وہاں سے بدل کر گوجرانوالے میں آیا - اِس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں - گوجرانوالہ - وزیر آباد - حافظ آباد - خانقاہِ ڈوگراں +

پہلی تحصیل گوجرانوالہ - یہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا مولد ہے - اور اُن کی سمادھ بھی یہیں ہے - اِن کے والد مہاں سنگھ نے اِس کی آبادی میں بہت کوشش کی تھی - لاہور سے چالیس میل کے فاصلے پر گوشۂ شمال و مغرب کو بستا ہے - اِس کی آبادی ۲۹۲۲۴ ہے - یہاں کے باشندے خوش خلق اور وضع دار ہیں - مکانات پختہ ہیں - بازار اچھا بنا ہوا ہے - چاروں طرف درخت اور باغ ہیں - ہری سنگھ کے باغ کا آم اچھا ہوتا ہے - سرکارِ انگریزی کے عہد میں ایک پختہ سرائے - ڈاک بنگلہ اور ڈاک گھر بھی لبِ سڑک بن گئے ہیں + یہاں ہندوؤں کے تالاب بہت ہیں +

دُوسری تحصیلِ وزیر آباد۔ یہ شہر قدیم ہے۔ اَور بہُت عُمدہ طَور پر بسا ہُؤا ہَے۔ سِکھّوں کی عملداری میں ابُو طویلہ فرانسیسی نے جو مہاراجہ رنجیت سِنگھ کا مُلازِم تھا۔ اِس شہر کو بہُت رَونق دی تھی۔ چُنانچہ چَوپڑ کا بازار اَور شہر پناہ اُسی کی تیّار کرائی ہُوئی ہَے۔ اَور پلکُو ندّی کے کِنارے ایک مُثمّن بُرج بہُت نفِیس اَور دِلچسپ بنا ہُؤا ہَے۔ اِس کے اِحاطے میں باغیچہ بھی ہَے۔ مہاراجہ رنجیت سِنگھ جب اِس طرف آتے تھے۔ اِس جگہ اُترا کرتے تھے۔ اِسی ندّی کے قرِیب دِیوان ٹھاکرداس کا ایک نامی باغ بھی تھا۔ سابِق میں یہاں اَنگریزی چھاؤنی تھی۔ مگر اب سیالکوٹ میں چلی گئی ہَے۔ یہ شہر نوّاب وزِیر خاں کا آباد کِیا ہُؤا ہَے۔ اِسی واسطے اِس کو وزِیر آباد کہتے ہَیں۔ دریاے چناب اِس کے نِیچے بہتا ہَے۔ دو کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ہَے۔ اُس کو دھونکل کہتے ہَیں۔ یہاں جِس جگہ شیخ راؤ عُرف سُلطان سرور بَیٹھ کر عِبادت کِیا کرتے تھے۔ جُہلا نے اُس کو زِیارت گاہ مُقرّر کر رکھّا ہَے۔ تمام پنجاب اَور پہاڑی علاقوں کے ہزاروں جاہِل اَور بے عِلم لوگ

اُس کے مُعتقِد ہَیں۔ ہر سال یہاں بڑا میلہ ہوتا ہَے۔
وزیر آباد سے تین کوس پر ایک قدِیم قصبہ سودھرہ ہَے۔
جو ایاز کا آباد کِیا ہُوا ہَے۔ یہ شخص محمُودِ غزنوی کا پیارا
غُلام تھا۔ اِس قصبے میں اُس وقت کے کئی مقبرے
اب تک باقی ہَیں۔ اِن کی عِمارتیں پُختہ ہَیں +

علی پُور بھی ایک بڑا قصبہ اِس تحصِیل میں ہَے۔
یہ قصبہ چٹھوں کے خاندان میں سے ایک شخص علی مُحمّد
نامی کا آباد کِیا ہُوا ہَے۔ اِسی واسطے اِس کا نام علی پور
رکھّا گیا تھا۔ پھر جب سِکھّوں نے اِس پر قبضہ پایا۔ تو
اِس کا نام اکال گڑھ رکھّا + یہ قصبہ بہُت اچھّا
فرحت افزا ہَے۔ کھتّری یہاں بہُت ہَیں۔ دِیوان مُولراج
ناظِم مُلتان اِسی جگہ کا باشِندہ تھا۔ دِیوانوں کی بنائی
ہُوئی بڑی عُمدہ عِمارتیں اَور اُن کے لگائے ہُوئے
باغ اب تک یہاں موجُود ہَیں۔ باشِندے وضع دار
ہَیں۔ رسُول نگر بھی ایک مشہُور قصبہ ہَے۔ اِس کے
اکثر مکانات پکّے اَور بعض کچّے ہَیں۔ اِس کے بانی
پیر مُحمّد اَور جان مُحمّد بڑے زبردست تھے۔ مگر مہاراجہ
رنجیت سِنگھ کے باپ مہاں سِنگھ نے حِکمتِ عملی سے

یہ قصبہ اُن سے لے لیا۔ اور مسلمانوں کے سب مکانات اور مسجدیں ڈھا کر اُن کی جگہ اپنے مندر بنا لئے۔ اور اس کا نام رام نگر رکھ دیا۔ یہاں سکھّوں کی اخیر لڑائی انگریزوں سے ہوئی تھی۔ دریائے چناب اس قصبے سے ایک کوس کے فاصلے پر بہتا ہے۔ مگر طغیانی کے وقت قریب آ جاتا ہے +

تیسری تحصیل حافظ آباد۔ یہ قصبہ بھی پُرانا ہے۔ اس کے مکانات پختہ ہیں۔ یہاں دو ذاتوں کے کھتری بستے ہیں۔ چوپڑے اور کپور +

چوتھی تحصیل خانقاہِ ڈوگراں۔ یہ گاؤں ڈوگر فقیروں کی قبروں کے سبب مشہور ہے۔ اسی واسطے اس کا یہ نام پڑ گیا ہے۔ شیخو پورہ۔ شاہ کوٹ۔ سانگلہ۔ مانانوالہ اس تحصیل کے مشہور گاؤں ہیں +

ضلع لاہور

اس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں۔ لاہور۔ شرقپور۔ قصور۔ چونیاں +

پہلی تحصیل لاہور۔ شہرِ لاہور صوبۂ پنجاب کا

دارُ السّلطنت ہے۔ یہاں جناب لفٹنٹ گورنر بہادر
ممالکِ پنجاب وغیرہ تشریف رکھتے ہیں ✤ لکھّا ہے۔ کہ
راجہ رام چندر جی کے دو بیٹے تھے۔ ایک راجہ لَو تھا۔
جس نے لاہور بسایا تھا۔ دُوسرا کُش جس نے کسُور
آباد کیا تھا۔ آج کل اِسے قصُور کہتے ہیں۔ یہ ضِلع لاہور
کی ایک تحصِیل ہے۔ لاہور کا نام پہلے لَو پُور تھا۔
کثرتِ اِستعمال سے لاہور ہو گیا ✤ یہ پُرانا شہر ہے۔
اِس کے کھنڈر بھی دِہلی کے کھنڈروں کی طرح دُور
تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ جن سے معلُوم ہوتا ہے۔ کہ
اُس زمانے میں بہت دُور تک بستا ہوگا ✤ پیشتر اِس
کے چاروں طرف پُختہ شہر پناہ تھی۔ اَور ایک خندق سے
گِھرا ہُوا تھا۔ مگر اب خندق کی جگہ چاروں طرف باغ
لگ گئے ہیں۔ اِن سے شہر کی رَونق دوچند ہو گئی
ہے۔ آبادی بہت گُنجان ہے۔ گلی کُوچے تنگ ہیں۔ چار
چار پانچ پانچ منزِل کے مکان ہِندُوانی وضع پر ایسے
بنے ہُوئے ہیں۔ کہ ہوائے تازہ اُن میں بالکُل نہیں
جا سکتی۔ آسمان اِن گھروں میں چھت پر جانے کے
سِوا نہیں دِکھائی دیتا۔ اِسی سبب سے اِس شہر کی

آب و ہوا خراب ہوگئی ہے + دریائے راوی شہر کے شمال و مغرب کی طرف ایک کوس کے فاصلے پر بہتا ہے۔ اَور اِس کا ایک نالہ شہر کے نیچے ہمیشہ جاری رہتا ہے + اِس شہر کے باہر انار کلی میں بڑی آبادی ہے۔ صاحب لوگوں اَور سوداگروں کی اکثر کوٹھیاں اِسی طرف ہیں۔ چھاؤنی لاہور سے تین کوس کے فاصلے پر میاں میر میں ہے۔ لاہور کی کُل آبادی ۲۰۲۹۶۴ ہے۔ یہ شہر سمندر کی سطح سے نو سو فٹ اُونچا ہے۔ کلکتے سے سیدھے رستے گیارہ سو میل ہے۔ اَور سڑک کی راہ ایک ہزار تین سو باون میل گوشۂ شمال و مغرب کی طرف تین میل کے اِحاطے میں بستا ہے۔ اِس جگہ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر مُلکِ پنجاب۔ فنانشل کمشنر صاحب بہادر۔ چیف کورٹ پنجاب۔ کمشنر صاحب بہادر۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اَور اَور حکّام کی بہت سی کچہریاں اَور ڈائرکٹر صاحب بہادر مدارسِ پنجاب اَور اِنسپکٹر صاحب بہادر مدارس حلقۂ لاہور کے دفتر ہیں +

لاہور کے مشہور اَور قابلِ سیر مقامات یہ ہیں۔ قلعہ۔ بارہ دری۔ بادشاہی مسجد۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ

کی سمادھ - شاہدرے میں جہانگیر کا مقبرہ - داتا گنج بخش
کا مزار - کپڑا بُننے کی کل - گورنمنٹ کالج - عجائب گھر -
پنڈت جنار دھن کا باغ - شفاخانہ - چیف کورٹ -
چڑیا گھر - لارنس ہال (Lawrence Hall) - ایچیسن کالج
(Aitchison College) ریلوے سٹیشن - ریل کا کارخانہ -
میانمیر - شالامار باغ - وزیر خاں کی مسجد - سنہری مسجد -
واٹر ورکس (Water Works) +

دُوسری تحصیل شرق پُور - اِس تحصیل میں گاؤں
ننکانا صاحب شرق پُور سے تیس کوس کے فاصلے پر
مغرب میں ہے - اِسی جگہ گرُو نانک صاحب سکھوں کے
پیشوا پیدا ہُوئے تھے - اُن کی یادگار کے طور پر ایک
مندرِ اَور ایک تالاب یہاں بنا ہُوا ہے - اِس تحصیل کے
علاقے میں چاول اَور تمباکُو کثرت سے پیدا ہوتا ہے +

تیسری تحصیل قصُور - اِس قصبے میں پنجابی جُوتیاں
لُنگیاں اَور گھوڑوں کی کاٹھیاں بہُت عُمدہ بنتی ہَیں -
اَور تمام پنجاب میں مشہُور ہَیں - میتھی اَور خربُوزہ بھی
یہاں کا بہُت اچھا ہوتا ہے +

چوتھی تحصیل چُونیاں - اِس تحصیل کے علاقے میں

کپاس بہت پیدا ہوتی ہے +

ضلع منٹگمری

پہلے یہ ضلع گوگیرے کے نام سے مشہور تھا - اور اس کا صدر مقام ساہی وال تھا - مگر یکم مئی ۱۸۶۵ء سے گورنمنٹ کے حکم سے اس ضلع اور اس کے صدر مقام کا نام منٹگمری قرار پایا - اب یہی نام مشہور ہے +
اس ضلع میں جنگل بہت ہے - اسے بار کہتے ہیں - یہ کوسوں تک چلا گیا ہے - یہاں پانی کمیاب ہے - جنڈ - کریر اور پیلو کے درختوں کے سوا اور قسم کے درخت بہت ہی کم دیکھنے میں آتے ہیں - ان کے پھل غریب لوگ کھاتے ہیں +
اس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں - پہلی منٹگمری - دوسری پاک پٹن - تیسری دیپال پور - چوتھی گوگیرہ +
قصبۂ منٹگمری لاہور سے جنوب مغرب کی طرف ۱۰۳ میل کے فاصلے پر ہے +
گوگیرے کی تحصیل کے شمال مغربی گوشے کا بہت سا حصہ دریائے راوی اور کئی نالوں سے سیراب رہتا ہے -

اِس لئے وہاں پَیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔ اِسی میں سیّد والہ بھی ایک قصبہ ہے۔ جو دریائے راوی کے کِنارے بار کے علاقے میں ہے۔ درخت یہاں بہُت ہیں۔ یہ قصبہ جیلانی سیّدوں کی مورُوثی مِلکِیّت ہے۔ سیّد رِہبر جیلانی نے آباد کِیا تھا۔ اِس کے مشرِق کی طرف قلعہ ہے۔ زِراعت یہاں کم ہوتی ہے۔ جنُوب کی طرف دریائے راوی کے سیلاب سے فصلِ رِبیع میں تھوڑے گیہُوں۔ جَو اور چنے پَیدا ہو جاتے ہیں۔ چارپائے یہاں بہُت ہیں۔ یہاں کے لوگ دُودھ دہی بہُت کھاتے ہیں۔ اِس علاقے کی زمین شور ہے۔ قابِلِ زِراعت نہیں ہے +

حُجرہ جِس کو حُجرۂ شاہ مُقیم بولتے ہیں۔ ایک قصبہ ہے۔ اِس میں بہُت سے مکانات تو پکّے ہیں۔ اور کُچھ کچّے۔ کُل گھر ڈیڑھ ہزار کے قریب ہونگے۔ یہ قصبہ شاہ مُقیم قادِری کا بسایا ہُوا ہے۔ جو کہ شریفُ النّسب آدمی گزرا ہے۔ سِکھوں کے عہد میں اُس کی اولاد صاحِب فوج اور ذی اِختیار رہی ہے۔ صاحِب سِنگھ بیدی نے اِس شہر کو لُوٹ کر مُقیم شاہ کی اولاد کو

قتل کیا۔ اِن میں سے جو کچھ بچ رہے تھے۔ اُن کی اَولاد اب بحالتِ فقیری گذارہ کرتی ہے +

پاک پٹّن لاہور سے گوشۂ جنوب و مغرب کی طرف اور گوگیرے سے ۴۵ میل جنوب میں ایک ٹیلے پر آباد ہے۔ یہاں شیخ فریدُ الدّین گنج شکرؔ چشتی کی درگاہ ہے۔ یہ قصبہ بھی پُرانا ہے۔ ہندی تاریخوں میں اِس کا نام اجودھن لکّھا ہے۔ اب پٹّن مشہور ہو گیا ہے۔ یہاں سے پانچ کوس پر دریاے بیاس اور ستلج دونو ملے ہُوئے بہتے ہیں +

کوٹِ کمالیہ کمال خاں کھرل کا آباد کیا ہُؤا ہے۔ آج کل اِس کی اَولاد میں سے مُحمّد سعادت علی خاں کمالیئے کا رئیس ہے۔ یہ بڑا وسیع قصبہ ہے۔ اِس کے مکانات پختہ ہیں۔ باغ کثرت سے ہیں۔ یہاں کا انار بڑا اَور لذیذ ہوتا ہے گیہوں۔ جَو اَور چنے بہُت پیدا ہوتے ہیں۔ موسم سرما میں سوداگر لوگ نواحِ کابُل سے اِس جگہ ہندوستان جانے کے اِرادے سے آیا کرتے تھے۔ سات ہزار چار سَو نوّے آدمی اِس قصبے میں بستے ہیں +

چوتھی قسمتِ مُلتان

اِس قسمت میں پانچ ضِلعے ہیں۔ جھنگ۔مُلتان۔ مُظفّر گڑھ۔ڈیرۂ غازی خاں۔مِیانوالی ٭

ضِلع جھنگ

اِس ضِلع میں چھ تحصِیلیں ہیں۔جھنگ۔چنیوٹ۔ لائل پُور۔سمُندری۔ٹوبہ ٹیک سِنگھ۔شور کوٹ ٭

پہلی تحصِیل جھنگ۔ شہرِ جھنگ مُلتان سے شِمال مشرِق کی طرف ہے۔اُس کو جھنگ سیالاں کہتے ہیں۔لاہور سے ایک سَو پندرہ مِیل پچھّم بیں ہے۔ دریاے چناب اِس سے ایک کوس کے فاصلے پر بہتا ہے٭یہ قدِیم شہر ہے۔اَور قوم سیالاں کا آباد کیا ہُؤا ہے۔جھنگ اَور مگھیانہ دونو میں ۲۴۳۸۲ آدمی آباد ہیں۔سابِق میں شہرِ جھنگ کے گِردا گِرد کچّی دیوار بنی ہُوئی تھی۔اب مُنہدِم ہوگئی ہے۔احمد خاں سیال یہاں کا حاکم تھا۔رنجیت سِنگھ نے اُس کو پکڑ کر

قید کر لیا تھا۔ لیکن قید سے رہائی پانے کے بعد وُہ
سرائے سِدّھو ضِلع مُلتان میں جاکر مرگیا۔ اِسی شہر
میں ہیر پَیدا ہُوئی تھی۔ جِس کے رگیت سب جگہ
پنجاب میں گائے جاتے ہیں۔ شہر کے باہر اُس کی
قبر ہے۔ یہاں ہر سال بڑا بھاری میلہ لگتا ہے +
جھنگ کا خربُوزہ اَور تربُوز عُمدہ ہوتا ہے۔ اِس
شہر کے جنُوب کی طرف قصبۂ مگھیانہ دو مِیل کے فاصلے
پر ہے۔ اِسی کے مُتّصِل ضِلع کی کچہری۔ تحصِیل
اَور تھانہ ہے۔ سِکّھوں کے عہد میں یہ ایک گاؤں تھا۔
اب ضِلع کی کچہری کے سبب جھنگ سے سبقت
لے گیا ہے۔ یہاں دیسی کپڑے کا بیوپار ہوتا ہے +
جھنگ سے نَو کوس کے فاصلے پر ترِمّو گھاٹ پر
دریاے جہلم اَور چناب باہم مِل کر بہتے ہیں +
یہاں سب قِسم کا اناج پَیدا ہوتا ہے۔ مشرق کی
طرف بار کا علاقہ ہے۔ جو پہلے غیر آباد جنگل تھا۔
مگر اب آباد ہو گیا ہے۔ یہ علاقہ دریاے راوی کے
کنارے تک چلا جاتا ہے +
دُوسری تحصِیل چنیوٹ۔ یہ پُرانا قصبہ رانی چندن

کا آباد کیا ہُوا ہے۔ اصل میں اِس کا نام چندن وٹ
تھا۔ وٹ کے معنی سنسکرت میں گھر کے ہیں۔ یعنی
رانی چندن کا گھر۔ اب اِس کو بگاڑ کر چنیوٹ کہنے لگے
ہیں۔ اِس رانی کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کس زمانے
میں کس راجہ کی یہ رانی تھی۔ کھنڈرات کے دیکھنے سے
اِتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانے میں لاہور کی بُنیاد
پڑی۔ شاید اُسی وقت یہ بھی آباد ہُوا ہوگا۔ اِس کے
گرداگرد ایک کوس تک زمین سے کھنڈر نکلتے ہیں +
۱۵۶۸۵ آدمیوں کی بستی ہے۔ ایک کوس کے فاصلے
پر دریاے چناب بہتا ہے۔ اِس جگہ شاہ راہ ہے +
اِس قصبے میں ایک مسجد اور شاہ برہان کا روضہ
بہت عمدہ بنا ہُوا ہے + چوبی قلمدان اور صندوقچے
یہاں اچھے بنتے ہیں + دریاے چناب کے پار علاقہ
کالو وال میں جو ضلع شاہ پور سے منتقل ہو کر اِس
تحصیل میں شامل ہُوا ہے۔ کرانہ پہاڑ کی چوٹی پر
گرو گورکھ ناتھ کا استھان بنا ہُوا ہے یہاں کے
گدی نشین کو پیر کہتے ہیں۔ اِس پہاڑ کے گرداگرد
بڑا جنگل ہے +

تیسری تحصیلِ لائل پُور۔ نہرِ چناب کے جاری ہونے سے چنیوٹ اور جھنگ کی تحصیلوں کا جنگل آباد ہو کر ایک نئی تحصیل بنی ہے۔ جس کا صدر مقام لائل پُور ہے۔ یہ شہر بھی نیا آباد ہُوا ہے۔ اِس کی قطع وضع پنجاب کے سب شہروں سے نرالی ہے۔ بیچ میں ہشت پہلو چوک ہے۔ اور ہر پہلو سے سیدھا بازار نِکلا ہے۔ چوک میں کھڑے ہو کر دیکھو۔ تو سب بازار ایک سرے سے دُوسرے سرے تک نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں سے گلیاں اِس طرح نِکلی ہیں۔ کہ اگر ایک گلی میں سے چلو۔ تو سب بازاروں کو کاٹتے ہُوئے جہاں سے چلے تھے۔ پھر وہیں آ پہنچو گے۔ بار کے علاقے میں سب سے بڑی تجارت کی منڈی یہی شہر ہے۔ ۱۹۷۱ آدمیوں کی آبادی ہے +

چوتھی تحصیلِ سمُندری۔ یہ بھی نئی آباد ہُوئی ہے۔ پہلے یہاں کریر اور بن کے خار دار درختوں اور جھاڑیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اب سرکار کی مہربانی سے جنگل میں منگل ہو رہے ہیں +

پانچویں تحصیلِ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ بار کے آباد ہونے

سے پہلے یہاں پانی کا ایک جوہڑ تھا۔جو ٹوبہ ٹیک سنگھ
کے نام سے مشہور تھا۔ ٹوبہ پنجابی زبان میں جوہڑ کو
کہتے ہیں۔ اِس جوہڑ کے کنارے ایک چھوٹا سا کچّا
مکان بھی بنا ہُوا تھا۔ آتے جاتے مُسافر یہاں
ٹھیرا کرتے تھے۔اب اِسی نام پر یہاں ایک گاؤں
آباد ہو گیا ہے۔ تحصِیل۔ تھانے۔ڈاک خانے اور سکُول
وغیرہ کے واسطے مکانات بن گئے ہیں۔ بڑی رونق
کی جگہ ہے +

چھٹی تحصِیل شور کوٹ۔ ماہِ مئی ۱۸۶۱ء سے
قادِر پُور کی تحصِیل ٹُوٹ کر اِس شہر میں مُقرّر
ہُوئی ہے۔یہ شہر بھی پُرانا ہے۔اِس کی صحیح تارِیخ
نہیں مِلتی۔ یہاں ایک قلعہ بہُت بلند ہے۔جِس کو
یہاں کے لوگ بھڑ کہتے ہیں۔ایک مِیل سے نظر
آتا ہے۔ یہاں درخت کثرت سے ہیں۔کھجُوریں
بہُت عُمدہ اور لذیذ ہوتی ہیں۔اِس تحصِیل میں
بستی آوان میں سُلطان باہُو کی ایک خانقاہ بہُت
مشہُور ہے۔مُسلمان یہاں دُور دُور سے آتے ہیں۔
اور وِرد وظائف میں مشغُول رہتے ہیں +

ضِلع مُلتان

اِس ضِلع میں آبادی کم ہے - اور جنگل بہت ہیں - یہاں کی آمدنی کا دار و مدار زیادہ تر گائے - بھینس - اُونٹ - گدھے - گھوڑے - خچر وغیرہ کی خرید و فروخت پر ہے - اِس جگہ کے لوگ مویشی کو اپنے سب مال سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں - اور دُودھ دہی کی یہاں بہت اِفراط ہے ÷

اِس ضِلع میں پانچ تحصیلیں ہیں - مُلتان - کبیر والہ - میلسی - لودھراں - شجاع آباد ÷

شہرِ مُلتان لاہور سے دو سو میل گوشۂ جنوب و مغرب کی طرف دریائے چناب کے بائیں کِنارے بستا ہے - شہر پناہ کی دِیوار پندرہ ہاتھ بلند ہے - یہ بہت قدیم شہر ہے - مگر کچھ خوبصورت نہیں ہے - شہر کے اندر پُرانی مسجدیں اور قبریں جا بجا دیکھنے میں آتی ہیں - اِس کے اطراف میں کھجوروں اور آموں کے درخت بہت ہیں ÷ یہ شعر مُلتان کی نسبت زبان زدِ خاص و عام ہے - بیت

چار چیز است تحفۂ ملتان
گرد گرما گدا و گورستان

گورستان کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی گلی کوچہ ایسا نہیں ہے۔ جس میں کوئی قبر نہ ہو۔ اور گرمی کی یہ شدّت ہوتی ہے۔ کہ موسم گرما میں دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے۔ فقیروں کا یہ حال ہے۔ کہ جس طرف نظر کرو۔ ہاتھ پسارے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ٭ گرد ایسی باریک ہے۔ جیسے پِسا ہوا سُرمہ ہوتا ہے۔ آندھی چلی اور اندھیرا چھایا۔ اُس وقت یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ آگے کیا ہے۔ اور پیچھے کیا۔ آندھی کیا آتی ہے۔ آفت آتی ہے ٭ اِس شہر کی اشیائے تجارت یہ ہیں۔ ریشمی کپڑے۔ سوتی اور اونی قالین۔ ریشمی کھیس۔ دریائی۔ لنگیاں۔ کھجوریں۔ ہیجی۔ سیاہ تِل ٭ یہ وہی شہر ہے۔ جہاں ۱۸۴۹ء میں مولراج اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ دیوان مذکور قید ہو کر جلاوطن کیا گیا تھا۔ اور بنارس میں جاکے فوت ہوا ٭ اِس شہر کے گرد و نواح کی زمین زرخیز ہے ٭ یہاں کے مشہور مکانات یہ ہیں۔ شاہ بہاءُ الحق کا روضہ۔ رکنُ العالم کا روضہ۔ شمس تبریز

کا روضہ - زیارت مُوسے پاک شہید - سُورج کُنڈ ٭

ضِلع مُظفّر گڑھ

پہلے یہ ضِلع خان گڑھ کے نام سے مشہُور تھا - اب ضِلع کی کچہری مُظفّر گڑھ میں چلی گئی ہے - اِس ضِلع میں افیُون اور کسُم پیدا ہوتا ہے - کاغذ بھی بنتا ہے - باغ بہت ہیں - آم اور کھجُوریں بھی ہوتی ہیں ٭

اِس ضِلع میں تین تحصِیلیں ہیں - پہلی تحصِیل خاص مُظفّر گڑھ - یہ قصبہ لاہور سے ۲۲۵ مِیل گوشۂ جنُوب و مغرب کی طرف ہے - ۴۰۱۸ آدمیوں کی آبادی ہے - مُلتان کے نوّاب مُظفّر خاں کا آباد کِیا ہُوا ہے - اِسی سبب سے اِس کو مُظفّر گڑھ کہتے ہیں - دُوسرا قصبہ اِس تحصِیل میں خان گڑھ ہے - جو نوّاب مذکُور کی بہن خان بی بی نے بسایا تھا ٭

دُوسری تحصِیل سناوُاں - یہ تحصِیل ضِلع بھر میں بڑی ہے - پر غیر آباد ہے - اِس میں کوٹِ ادُّو اور دائرۂ دِین پناہ مشہُور قصبے ہیں ٭

تیسری تحصیل علی پور - یہ قصبہ مظفر گڑھ سے ۱۵ میل جنوب کی طرف ہے - ملاس یہاں بہت تیار ہوتی ہے - اس تحصیل میں قصبۂ خیرپور تجارت کے لئے ضلع بھر میں اوّل درجے پر ہے ؛

ضلعِ ڈیرۂ غازی خاں

اس ضلع میں چار تحصیلیں ہیں - اوّل ڈیرۂ غازیخاں - یہ شہر لاہور سے دو سو تیئیس میل گوشۂ جنوب مغرب میں دریائے سندھ کے دائیں کنارے بستا ہے - اس کا گرد و نواح سرسبز ہے - اور کھجور کے درخت بہت ہیں ؛ دریائے سندھ اس سے ایک کوس کے فاصلے پر ہے ؛ شہر کے متصل ایک نالہ ہے - جس کو کشتوری کہتے ہیں - موسم گرما میں یہاں کے باشندے دن کو اس نالے پر شام تک جمع رہتے ہیں - میلے کے طور پر خلقت کا اژدحام رہتا ہے - ماہِ ساون کے اخیر تک یہ سیر رہتی ہے ؛ اسی تحصیل میں ایک قصبہ سخی سرور ہے - اس قصبے میں سخی سرور کی خانقاہ ہے - پنجاب کے اکثر ہندو مسلمان اس خانقاہ

کے مُعتقد ہیں - ماہِ مارچ سے اخیر اپریل تک برابر اِس درگاہ پر میلہ رہتا ہے - بہت دُور دُور سے لوگ آتے ہیں اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں ۔ اِسی پرگنے میں کوہِ پارُو ہے - جس میں سے سنگِ جراحت - پھٹکری اور سجّی نِکلتی ہے ۔ بلوچ اور مجیانی قوموں کے لوگ اِس پہاڑ میں بستے ہیں ۔ پارُو کے علاقے میں رات کے وقت جھاؤ کے درختوں پر جو شبنم پڑتی ہے - وہ جم جاتی ہے - یہاں کے باشندے اِن درختوں پر سے اُسے اُتار کر شکّر کے طور پر کھاتے ہیں - وہ بالکل ترنجبین کے مُشابہ ہوتی ہے - البتّہ کھاتے وقت جھاؤ کے پتّوں کی بُو اُس میں سے آیا کرتی ہے - یہاں کے لوگ اُس کو سنگلو کہتے ہیں - گندم - جوار - باجرا بھی یہاں بہت پیدا ہوتا ہے ۔ کوئیں اِس جگہ نہیں ہیں - پہاڑی نالوں سے زمین سیراب ہو جاتی ہے - اور ریتلی زمین بارش سے سیراب ہوتی ہے - جو زمین پہاڑ سے فاصلے پر ہے - وہ اکثر چاہی ہے ۔ اِس تحصیل میں اور تحصیلوں کی نِسبت اُفتادہ زمین کم ہے - یہاں بلوچ قوم میں جو ہر ایک فرقے

کے سردار اور سرگروہ ہوتے ہیں۔ اُن کو نمبردار کہتے ہیں۔ سرکار کی طرف سے اُنہیں جاگیریں اور زمینیں ملی ہوئی ہوتی ہیں ٭

دوسری تحصیل جام پور۔ مشہور قصبے اس میں یہ ہیں۔ جام پور۔ داجل۔ حاجی پور۔ ہرنڈ ٭ جام پور کا پانی شیریں ہے۔ یہاں زراعت اچھی ہوتی ہے۔ اور ترکاری بھی ہر قسم کی پیدا ہوتی ہے۔ لکڑی کے کھلونے۔ پلنگ کے پائے اور اور چوبی اشیا عمدہ بنتی ہیں۔ موسم گرما میں علاقۂ داجل میں ایسی لو چلتی ہے۔ کہ اُس کے صدمے سے اکثر آدمی مرجاتے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ اس مرض کے دفع کرنے کے واسطے پیاز کا استعمال کرتے ہیں۔ داجل کے علاقے میں کوؤں کا پانی تلخ ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں کے لوگ پہاڑی چشمے کا پانی ایک تالاب میں جمع کر لیتے ہیں۔ اور اُسی کو استعمال میں لاتے ہیں۔ جال کے درخت یہاں بہت ہیں۔ ان کا پھل جس کو پیلو کہتے ہیں۔ موسم گرما میں یہاں کے غربا کھاتے ہیں۔ صرف دو مہینے یہ پھل رہتا ہے ٭

ہرنڈ پہاڑ سے دو کوس کے فاصلے پر ہے۔ یہاں جنگل بہت ہے۔ اِس علاقے کے چاول مشہور ہیں۔ ہر قسم کا شکار یہاں ملتا ہے ✤ اِس جگہ دیوان ساون مل کا بنایا ہُوا ایک قلعہ ہے۔ اِس میں اب سرکاری فوج رہتی ہے۔ اُونی شطرنجی یہاں اچھی بنتی ہے ✤

تیسری تحصیل راجن پور۔ اِس جگہ چھاؤنی بھی ہے۔ اِس تحصیل میں قصبۂ کوٹ مٹھن دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ بمبئی سے تجارت کا مال یہاں آتا ہے۔ اِس کے مشہور قصبے یہ ہیں۔ نوشہرہ۔ راجن پور۔ مٹھن کوٹ۔ روجھان۔ اِس علاقے کی زمین بہت اچھی ہے۔ یوں تو سب اجناس یہاں پیدا ہوتی ہیں۔ مگر چاول کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور اسبغول اور سنگھاڑو بھی یہاں پیدا ہوتا ہے ✤ زمانۂ گذشتہ میں مٹھن کوٹ کے متصل موتی بھی نکلتے تھے۔ جنگل یہاں بہت ہیں۔ زمین میں شوریت کم ہے۔ درختوں کی کثرت ہے۔ موضع نور پور کے قریب جنگل میں ایک دریائی جانور ملتا ہے۔ جس کو اُود بلاؤ کہتے ہیں۔

اِس کے بدن پر پشم بہت ہوتی ہے۔ لوگ اِس کو
مار کر اِس کے چمڑے کی پوستینیں بناتے ہیں۔ اِس
کی رنگت خاکی ہوتی ہے۔ اور پشم نہایت مُلائم۔ ایک
کھال دو روپے کو مِلتی ہے۔ کوہ داجل میں گورخر اور
گِد بہت مِلتا ہے۔ گِد کی رنگت ہرن کی رنگت جیسی
ہوتی ہے۔ آواز بکری کی سی اور آنکھ بھیڑ کی آنکھ
جیسی ہوتی ہے ؛

چوتھی تحصیل سنگھڑ۔ سنگھڑ ایک ندّی کا نام ہے۔
جو پہاڑ سے آتی ہے۔ اِسی کے نام سے اِس علاقے
کا یہ نام مشہور ہو گیا ہے۔ اِس ندّی کے پانی سے
تحصیل کا تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے۔ اِس تحصیل
میں منگروٹہ اچھّا قصبہ ہے۔ یہاں کی زمین زیادہ تر
شور ہے۔ اور چاہی کم ہے۔ جوار اور گیہوں کی زراعت
اکثر ہوتی ہے۔ اِس علاقے کا گھوڑا بہت اچھّا ہوتا
ہے۔ یہاں بلوچ قوم کی نمبرداری ہے ؛ قصبۂ تونسہ
اِس تحصیل کا صدر مقام ہے۔ یہاں حضرت سُلیمان
صاحب کی خانقاہ ہے۔ جو پچاس ہزار روپے کی لاگت
سے تیّار ہوئی ہے۔ سنگھڑ کے علاقے میں ناڑوے

کی بیماری اکثر ہو جاتی ہے ۔ ۹- نومبر ۱۹۰۱ء کے جدید انتظام میں ۱۲۱ گاؤں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی تحصیل کلاچی سے نکال کر اس تحصیل میں اور بڑھا دیئے گئے ہیں ۔

ضلع میانوالی

میانوالی پہلے ضلع بنوں کی ایک تحصیل تھی- سرحدی علاقے کے علیحدہ ہو جانے پر ایک نیا ضلع بن گیا ہے- اور چار تحصیلیں اس کے متعلق کی گئی ہیں - میانوالی اور عیسےٰ خیل جو پہلے ضلع بنوں میں شامل تھیں- بھکر اور لیہ جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی تحصیلیں تھیں ۔

اس ضلع کے بیچوں بیچ میں شمالاً جنوباً ایک قدرتی بند چلا گیا ہے- جس سے زمین کے دو حصے ہو گئے ہیں- مشرقی حصہ ایک ریتلا میدان ہے- اسے تھل کہتے ہیں - اس تھل میں کئی جگہ ریت کے بڑے بڑے ریتلے ایک دوسرے کے مقابل قطار در قطار چلے گئے ہیں- پانی کمیاب ہے- زراعت کا دار و مدار عموماً بارش پر ہے- اکثر جگہ کوئیں بھی ہیں ۔ اور ضلع

کا مغربی حصّہ جو اِس بند اور دریاے سندھ کے
درمیان ہے۔ اُسے نشیب یا کچّھی کہتے ہیں۔ کچّھی میں
عموماً نظارہ اچھّا ہے۔ نصف کے قریب زمین مزروعہ
ہے۔ باقی حصّے میں سرکنڈے پیدا ہوتے ہیں۔ تحصیل
عیسےٰ خیل کی شمال مغربی زمین پہاڑی ہے۔ اِس
کا مشرقی علاقہ جو دریاے سندھ سے سیراب ہوتا
ہے۔ سیلابہ کہلاتا ہے +

پہلی تحصیل میانوالی۔ اِس تحصیل کا نصف علاقہ
دریاے سندھ کے کنارے پر ہے۔ وہاں کی زمین
اِس سے سیراب ہوتی ہے۔ اور باقی نصف تھل ہے۔
اگر بارش ہو۔ تو تھل میں فصل ہو جاتی ہے۔ ورنہ
عموماً کشتکاری کم ہوتی ہے۔ اِس علاقے کے اکثر لوگ
اُونٹوں اور مویشی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اور اِنھی کی
پیداوار پر سرکار کو جمع دیتے ہیں +

دُوسری تحصیل عیسےٰ خیل۔ اِس تحصیل کی کچھ زمین
ندی کُرّم سے سیراب ہوتی ہے۔ مگر زیادہ تر بارانی ہے۔
اِس تحصیل میں عیسےٰ خیل اور کالا باغ دو بڑے قصبے
ہیں۔ کالا باغ میں نمک کی کان ہے۔ اور پھٹکری بھی

بہت نکلتی ہے۔ دریائے سندھ کے کنارے پر یہ ایک تجارتی بندرگاہ ہے۔ سوسی۔ لوہے کے برتن اور نمک کے برتن یہاں بہت عمدہ بنتے ہیں +

تیسری تحصیل بھکر۔ اس کی مشرقی زمین ریتلی ہے۔ درخت نام کو نہیں۔ مغرب میں طغیانیاں آتی ہیں۔ زراعت خاصی ہوتی ہے۔ کھجور کے درخت اور باغ بہت ہیں۔ یہاں کا طوطا آم مشہور ہے۔ حیدر آباد اس تحصیل میں مشہور قصبہ ہے +

چوتھی تحصیل لیہ۔ یہ قصبہ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ برسات میں جب دریا چڑھتا ہے۔ تو دور دور تک پانی پھیل جاتا ہے۔ افغان فوفل زئی۔ خیل زئی۔ بارک زئی اور بلوچ اس قصبے میں رہتے ہیں۔ کروڑ اس تحصیل کا ایک اور مشہور قصبہ ہے +

پانچویں قسمت راولپنڈی

اس قسمت میں چار ضلعے ہیں۔ شاہ پور۔ گجرات۔

جہلم - راولپنڈی ؛

ضلع شاہ پور

قصبۂ شاہ پور لاہور سے ایک سو پچاس میل کے فاصلے پر دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے - ضلع کا صدر مقام بھی یہی ہے - اور چھاؤنی بھی اسی کے مشرق کی طرف ہے - مگر آبادی کچھ اچھی نہیں ہے - اور آب و ہوا کی بھی شکایت ہے - اس ضلع میں قصبۂ ساہی وال - خوشاب - بھیرہ اور میانی پرانے مقام ہیں - ان کے مکانات اکثر پختہ ہیں - ساہی وال میں لکڑی کا کام بہت ہی خوبصورت بنتا ہے - مثلاً پلنگ کے پائے اور ڈبیاں وغیرہ - اور بھیڑوں کی بھی اس ضلع میں کثرت ہے - اُن کی اُون بہت کارآمد چیز ہے ؛

اس میں تین تحصیلیں ہیں - شاہ پور - خوشاب - بھیرہ ؛

ضلع گجرات

شہر گجرات لاہور سے ۷۰ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار بستا ہے - اس کے چاروں طرف پختہ

شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ آبادی کے باہر شمال کی طرف راجہ دھیان سنگھ کی بنائی ہوئی ایک بارہ دری نہایت عمدہ ہے۔ اور دوسری مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ہے۔ جس میں حکّام ضلع کا اجلاس ہوتا ہے۔ آبادی کے درمیان اکبر بادشاہ کا بنایا ہُوا ایک قلعہ۔ ایک باؤلی اور ایک حمّام ہے۔ قلعے میں اب جیل خانہ ہے۔ شہر کے مشرق کی طرف شاہ دولا کی خانقاہ بڑی مشہور جگہ ہے۔ اس ضلع کے شمالی حصّے میں باجرا بہت پیدا ہوتا ہے۔ تلوار بھی یہاں کی مشہور ہے ✣ دو قصبے اور بھی اس ضلع میں نامی ہیں۔ ایک جلال پور پرانا قصبہ ہے۔ جو شالبافی کے کارخانوں کے سبب سے بہت مشہور ہو گیا ہے ✣ دوسرا کنجاہ۔ یہ بھی قدیم قصبہ ہے۔ غنیمت شاعر اسی جگہ کا تھا ✣

تحصیلیں اس ضلع میں تین ہیں۔ پہلی خاص گجرات کی تحصیل ✣

دوسری پھالیہ ✣

تیسری کھاریاں ✣

اس ضلع کی آب و ہوا اچھی ہے ✣

ضِلعِ جہلم

اِس ضِلع کے شمال میں ضِلع راولپنڈی۔مشرق میں دریاے جہلم۔جنوب میں دریاے جہلم اَور ضِلع شاہ پُور۔مغرب میں ضِلع بنّوں۔یہاں کے نامی مقامات یہ ہیں۔ایک قلعۂ رُہتاس۔یہ قلعہ جہلم سے ۸ میل کے فاصلے پر گوشۂ شمال و مغرب میں راولپنڈی کی راہ پر ایک پہاڑ کے اُوپر واقع ہے۔اِس کی عمارت بہُت مضبُوط ہے۔ایک میل لمبا اَور آدھا میل چوڑا ہے۔اِس قلعے کا کچھ حِصّہ تو شیر شاہ نے بنایا تھا اَور کچھ سلیم شاہ نے۔اِس کے اندر شہر بستا ہے۔اَور دس میل جنُوب مغرب کی طرف گرُو گورکھ ناتھ کا ٹِیلہ ہے ✦

دُوسرا مقام کٹاس جی۔یہ پہاڑ میں ایک بڑا گہرا تالاب ہے۔جس کا پانی اُبلتا ہُوا نِکلتا ہے۔اِس چشمے کے گِرداگِرد بیراگیوں اَور سنیاسیوں کے کئی مندر بنے ہُوئے ہیں ✦

تیسرا مقام نمک کی کان۔اِس جگہ سے لاہوری نمک نِکلتا ہے۔جس مقام پر نمک نِکلا کرتا ہے۔اُس جگہ

کو کھاوہ کہتے ہیں۔ہر ایک کھاوے کا نام الگ الگ ہے۔مگر سب سے بڑے دو کھاوے ہیں۔ایک رکھیوے کا۔دُوسرا رکھیوڑے کا ٭ یہاں نمک کا پہاڑ ہے ٭

اِس ضِلع میں چار تحصِیلیں ہیں۔پہلی خاص جہلم کی تحصِیل۔یہ شہر لاہور سے ایک سو میل گوشۂ شمال و مغرب میں دریائے جہلم کے دائیں کنارے بستا ہے۔اگرچہ ضِلع کا صدر مقام اور شارِعِ عام ہے۔مگر آبادی صِرف ۱۴۹۵۱ ہے ٭

دُوسری پنڈ دادن خاں کی تحصِیل۔یہ شہر منڈی کا مقام ہے۔سکھّوں کے وقت سے یہاں نمک کی خریداری ہوتی ہے ٭ اِس شہر کی آبادی چار جگہ ہے۔دو بستیاں کوٹ کے نام سے مشہُور ہیں۔تیسری کا نام کلی وال ہے۔یہاں نیچی قوموں کے لوگ بستے ہیں۔چوتھی بستی کا نام پنڈی ہے۔یہ بستی اُن تینوں بستیوں کی نسبت بڑی ہے۔اِس کے باہر ایک پُرانا قلعہ ہے۔اِس میں تحصِیل کی کچہری ہوتی ہے۔اِس شہر میں ریشم کی لُنگیاں بہت عُمدہ بنتی ہیں۔دریائے جہلم اِس شہر سے جنُوب کی طرف ایک کوس کے فاصلے پر ہے ٭

تیسری تحصیل تلہ گنگ۔ سب سے سرسبز اور شاداب تحصیل ہے ؞

چوتھی تحصیل چکوال ۔ یہ علاقہ دھنّی کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ بہت آباد نہیں ہے۔ یہاں کے گھوڑے بڑے عمدہ ہوتے ہیں ؞ تمام پنجاب میں یہاں کے گھوڑے گھوڑیاں مشہور ہیں۔ بھون یہاں کا نامی قصبہ ہے ؞

اس ضلع کی نہروں اور کانوں سے ریت کو صاف کرکے فی نفر ہر روز دو رتّی سونا نکال سکتا ہے۔ مگر تلہ گنگ کی تحصیل میں سے زیادہ سونا نکلتا ہے ؞

ضلع راولپنڈی

یہ ضلع بڑا لمبا چوڑا ہے۔ اس کی شرقی حد دریائے جہلم۔ غربی دریائے سندھ۔ شمالی ضلع ہزارہ اور دریائے سندھ۔ جنوبی ضلع جہلم ہے ؞ سکھوں کی عملداری سے پہلے بہت دنوں تک یہ ضلع گکھڑوں کی سلطنت میں رہا۔ وہ لوگ اپنے تئیں کیکاؤس کیانی کی اولاد سے بتاتے تھے۔ تاریخوں میں اس خاندان کا حال مفصل

لکھا ہے۔ پھر رنجیت سنگھ کی عملداری میں آیا + اب تک اُن گکھڑوں کی اولاد موضع گھوڑو۔ سید پور اور موضع گنتی پور میں موجود ہے + اس قوم میں سب سے اعلےٰ درجے کے لوگ تو راجا کہلاتے ہیں۔ دوم درجے کے مرزا۔ سوم درجے کے ساہو + اس ضلع میں یہ چھ علاقے شامل ہیں۔ پوٹھوار ۔ چھچھ ۔ کھاڑ ۔ جنڈال۔ مشک گھیپ ۔ کھنڈ۔ چنانچہ تحصیل راولپنڈی۔ کلّر اور شکھو سب پوٹھوار کا ملک کہلاتا ہے۔ پرگنہ حسن ابدال میں دو علاقے شامل ہیں۔ ایک چھچھ۔ دوسرا کھاڑ + چھچھ کے برابر اس ضلع میں دوسرا کوئی علاقہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میدان ہے۔ اور اس کی زمین زرخیز ہے + اس علاقے میں افغان بستے ہیں۔ اور پشتو بولتے ہیں۔ اور کھاڑ میں کھتری بستے ہیں۔ اس واسطے اس علاقے کو کھاڑ کہتے ہیں + تحصیل پنڈی گھیپ میں علاقہ جنڈال اور کھنڈ شامل ہیں + گھیپ کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ مسمّےٰ گھیبو کا آباد کیا ہوا ہے +

اس ضلع میں سات تحصیلیں ہیں۔ پہلی تحصیل راولپنڈی۔ یہ شہر لاہور سے ایک سو ساٹھ میل گوشۂ

شمال و مغرب کی طرف ہے۔ پہلے پنڈداں خوبصورت اور آباد نہ تھا۔ مگر اب روز بروز رونق اور آبادی بڑھتی جاتی ہے۔ نیا بازار بہت وسیع اور خوبصورت بن گیا ہے۔ پہلے اس شہر میں پانی کی بڑی قلت تھی۔ تین میل سے ندی کا پانی لاکر استعمال کرتے تھے۔ مگر اب نلکے لگ گئے ہیں۔ گلی کوچوں میں امرت کی نہریں بہ رہی ہیں۔ سڑکِ اعظم جو پشاور کو جاتی ہے۔ شہر کے درمیان سے گزرتی ہے۔ شہر کے اندر شاہ چراغ کا ایک روضہ ہے۔ ہر جمعرات کو وہاں میلہ ہوا کرتا ہے۔ گوڑا۔ رواٹ۔ توپ مانکیالہ۔ سید پور اس تحصیل کے مشہور قصبے ہیں ÷

دوسری تحصیل فتح جنگ۔ اس قصبے کے قریب کنوؤں سے مٹی کا تیل نکلتا ہے۔ جو گیس بنانے کے لئے راولپنڈی بھیجا جاتا ہے ÷

تیسری تحصیل اٹک۔ یہ شہر بھی اس ضلع میں مشہور ہے۔ اس تحصیل میں حضرو۔ کیمبل پور۔ حسن ابدال نامی قصبے ہیں ÷

چوتھی تحصیل پنڈی گھیپ۔ اس میں ایک قصبہ

گھڈ ہے۔ جہاں کے پراچے سوداگر مشہور ہیں۔ کابل۔ قندھار دُور دُور تک تجارت کرنے جاتے ہیں +

پانچویں تحصیل گوجر خاں۔ اِس تحصیل میں سُکھو نامی قصبہ ہے +

چھٹی تحصیل کہوٹہ۔ اِس میں کلّر مشہور قصبہ ہے +

ساتویں تحصیل کوہ مری۔ یہ پہاڑ سرکار انگریزی کے عہد میں مسٹر جان تھارنٹن (Mr. John Thornton) صاحب بہادر کمشنر نے آباد کیا ہے۔ اَور صاحب لوگوں کی بہُت سی کوٹھیاں وہاں بن گئی ہیں۔ موسم گرمی میں اکثر صاحب لوگ وہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ سرد اَور راحت افزا جگہ ہے +

شمال مغربی سرحدی صُوبہ

۹۔ نومبر ۱۹۰۱ء کے اِنتظام کی رُو سے یہ نیا صُوبہ مقرّر ہُوا ہے۔ پنجاب سے یہ علاقے علٰحدہ کرکے اِس میں شامل کئے گئے ہیں۔ پشاور۔ ہزارہ اَور کوہاٹ کے کُل ضلعے۔ ڈیرہ اِسمٰعیل خاں کی دو تحصیلیں۔ ڈیرہ اِسمٰعیل خاں

اور ٹانک تو پوری پوری اور کُلاچی کی تحصیل میں سے ۱۳ گاؤں نکال کر ضلع ڈیرہ غازی خاں کی تحصیل سنگھڑ میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اور دو گاؤں نئے ضلع میانوالی کی تحصیل لیہ میں۔ باقی ۷۸ گاؤں اِس صوبے میں شامل ہوئے ہیں۔ اور ضلع بنّوں کی دو تحصیلیں۔ بنّوں اور اکّی مروت ٭
اِن کے سوا چترال۔ سوات۔ دیر۔ پنجکوڑا اور تیراہ وغیرہ سرحدّی علاقے بھی اِس میں شامل ہوئے ہیں۔ مگر ابھی اِس صوبے کا مُلکی اِنتظام مُفصّل طور پر شائع نہیں ہُوا۔ اِس لئے کچھ مُجمل حال اِن علاقوں کا بیان کیا جاتا ہے ٭

حُدُودِ اربعہ

شمال میں کوہِ ہندوکُش اور گِلگت۔ مشرق میں ریاستِ کشمیر اور پنجاب۔ جنوب میں پنجاب کا کچھ حِصّہ اور سلسلۂ کوہِ سُلیمان۔ مغرب میں افغانستان اور کافرستان ٭

پہاڑ

اِس صُوبے میں بڑے بڑے پہاڑ یہ ہیں - کوہِ ہِندُوکُش جو چترال میں ہے - کوہِستانِ سوات اور پنج کوڑا اور علاقۂ پشاور میں اُشمان خیل اور قوم مہمند کی پہاڑیاں بھی اِسی پہاڑ کی شاخیں ہیں ÷

کوہِستانِ خٹک جو پشاور کے جنوب میں ہے ÷

کوہِ سیاہ - چملاس اور بُنیر کے علاقوں میں ÷

کوہِستانِ ہزارہ علاقۂ ہزارہ میں - اِس کی سب سے اُونچی چوٹی کاغان ہے ÷

کوہِ سفید - اقوامِ آفریدی کے علاقوں میں ہے ÷

چیرات کی پہاڑیاں جس کی چوٹی جلال سار پانچ ہزار فُٹ بلند ہے - میر کھوالی جو سینیٹیریم (Sanitarium) ہے - اور میراں زئی جس میں نمک کی کانیں ہیں - یہ سب علاقۂ کوہاٹ میں ہیں ÷

سِلسِلۂ کوہِ سُلیمان جس کی چوٹی تختِ سُلیمان بارہ ہزارہ فُٹ بلند ہے - اِس کی مشہور شاخیں یہ ہیں - کوہِ وزیری جو بنّوں میں واقع ہے - اِس کی سب سے

اُونچی چوٹی گبر ہے۔کوہِ نیلا علاقۂ ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں میں۔اِس کے دو حصّے ہیں۔ایک سِلسِلۂ کوہِ بھٹنّی۔ دُوسرا سِلسِلۂ کوہِ شیخ بُدھن جس کی چوٹی غنڈ سرد مقام ہے +

کوہِ کھسور۔ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں کے شمالی علاقے میں مقامِ پنیالہ تک چلا گیا ہے +

جھیلیں

اِس صُوبے میں ۵ جھیلیں ہیں۔سیف مُلُوک سر۔ لولُو سر۔ دُودھی پُت سر علاقۂ ہزارہ میں۔اَور کوہاٹ کے علاقۂ ٹنکر درہ میں مقامِ ڈھنڈ کے قریب ایک چھوٹی سی جھیل ہے۔جو تقریباً پاؤ میل لمبی ہے +

دریا

ا۔ دریائے جہلم۔یہ دریا پنجاب کے پانچوں دریاؤں میں سے ہے۔بارہ مُولا۔مُظفّر آباد سے ہوتا ہُوا مقامِ پٹن پر اِس صُوبے میں داخل ہوتا ہے۔اَور ۲۰ میل بھاگ کر دیول کے قریب پھر پنجاب میں چلا جاتا ہے۔

ہزارے کے علاقے میں دریائے کنہار کوہِ سیاہ سے نکل کر مقام پٹّن پر اس دریا میں آ ملتا ہے۔

۲- دریائے سندھ۔ گلگت کے علاقے سے گزر کر اس صوبے میں داخل ہوتا ہے۔ اس کا مفصّل حال پنجاب کے دریاؤں کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔ علاقۂ ہزارہ میں دریائے اُنار اگرور کے میدان سے آ کر تناول کے پاس اور دریائے سرن ڈون بھوگر منگ سے نکل کر تربیلا کے مقام پر اور ہرّو کوہِ مری سے نکل کر اٹک سے نو میل نیچے اس دریا میں آ ملتا ہے۔ اور کوہاٹ کے علاقے میں دریائے کوہاٹ ماموں زئی کی پہاڑیوں سے نکل کر مقام دھودھ سے چند میل آگے اور دریائے تیرائی علاقۂ وزیری کے مقام گزگری سے نکل میراں زئی اور بہادر خیل زئی کی پہاڑیوں کو چیرتا ہوا دریائے سندھ میں جا ملتا ہے۔

۳- دریائے سوات۔ کوہستان سوات سے نکل کر سرحدی اقوام کے علاقے میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے دریائے پنجکوڑا کو ساتھ لیتا ہوا مقام چارسدہ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے کابل میں مل جاتا ہے۔

۴- دریائے کابل- افغانستان کے پہاڑوں سے نکل کر مقام شب قدر کے پاس پشاور کے علاقے میں داخل ہوتا ہے- اور چار سدّہ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے سوات کو ساتھ لیتا ہوا قلعۂ اٹک کے قریب دریائے سندھ میں جا گرتا ہے ٭

۵- دریائے کونر- کوہ ہندوکش سے نکل کر چترال کے علاقے میں بہتا ہوا جلال آباد سے دریائے کابل میں جا ملتا ہے ٭

۶- دریائے کرّم یا خرّم- یہ دریا کوہ سفید کے مشرقی ڈھلان سے نکل کر کرّم بنگش کے علاقے میں پہنچتا ہے- پھر بنوں سے پانچ میل شمال مغرب کی طرف بہکر لکی سے تین میل نیچے دریائے ٹوچی کو ساتھ لیتا ہوا دریائے سندھ میں جا گرتا ہے ٭

۷- دریائے ٹوچی یا گمبھیلا- جہاں دریائے خرّم علاقۂ بنوں میں داخل ہوتا ہے- اُس سے چھ میل جنوب میں یہ دریا پہاڑ سے نکلتا ہے- نواح بنوں میں اسے ٹوچی اور علاقۂ مروت میں گمبھیلا کہتے ہیں- دریائے خرّم کے متوازی بہتا ہوا لکی سے تین میل نیچے اِس

دریا میں رل جاتا ہے +

۸- دریاے ٹونی- افغانستان کے پہاڑوں سے نکل کر درۂ گومل کی راہ سے ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کے علاقے میں بہتا ہُوا دریاے سندھ میں جا ملتا ہے +

موسم اور آب و ہوا

اس صوبے کے مختلف حصّوں کی آب و ہوا مختلف ہے- بعض جنوبی اور مشرقی علاقوں میں گرمی کے موسم میں اس قدر گرمی پڑتی ہے- کہ دم گھٹا جاتا ہے- اور سردی میں سخت سردی- اور بعض پہاڑیوں پر گرمی سردی معتدل ہوتی ہے +

بعض علاقوں میں چار موسم ہوتے ہیں- فروری سے اپریل تک بہار کا موسم رہتا ہے- نہ بہت گرمی ہوتی ہے- نہ بہت جاڑا- خاصہ ٹھنڈا خوشگوار موسم ہوتا ہے- مئی سے اگست تک گرمی- ستمبر سے نومبر تک برسات اور نومبر سے لیکر جنوری تک جاڑا رہتا ہے +

شمالی علاقوں میں جاڑے کے دنوں میں اس قدر بہت پڑتی ہے- کہ مارے سردی کے ہاتھ پاؤں اکڑ

جاتے ہیں۔ بعض درخت تباہ ہو جاتے ہیں۔ کھلے میدانوں میں آم کے درخت بڑھ نہیں سکتے۔ اس لئے ان درختوں کو چٹائیوں سے ڈھانک دیتے ہیں ❖

زمین اور پیداوار

پنجاب کے جو اضلاع اس صوبے میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کے بعض علاقوں کی زمین ہموار ہے۔ اور بعض کی پہاڑی۔ کہیں کہیں ریگستان بھی ہے۔ ہموار علاقوں میں آبپاشی ہوتی ہے۔ مگر ریگستانی اور پہاڑی علاقوں میں محاصل کا دارومدار زیادہ تر بارش پر ہے۔ بارش ہو گئی۔ تو پیداوار ہو گئی۔ ورنہ کسان بیچارے صبر کرکے بیٹھ جاتے ہیں ❖

ان علاقوں میں عموماً دو فصلیں ہوتی ہیں۔ ایک ربیع۔ دوسری خریف۔ فصل ربیع میں گیہوں۔ جو۔ چنے۔ مسور۔ مٹر۔ تماکو۔ سرسوں۔ تارامیرا۔ خربوزے۔ کھیرے۔ ککڑی۔ تربوز وغیرہ بوئے جاتے ہیں۔ اور خریف میں چاول۔ مکئی۔ مونگ۔ موٹھ۔ ماش۔ جوار۔ باجرا۔ کنگنی۔ کپاس۔ تل اور گنے وغیرہ بوئے جاتے ہیں ❖ کوہاٹ کے علاقے میں نمک

کے پہاڑ ہیں - اُن میں سے ہزاروں من نمک نکلتا ہے -
یہاں مٹی کا تیل بھی نکالا جاتا ہے ؛
پہاڑی علاقوں میں کئی قسم کے درخت ہوتے ہیں ؛
اس صوبے کے شمالی علاقے عموماً پہاڑی ہیں - صرف
چترال کی زمین کسی قدر ہموار ہے - ان علاقوں
میں جاڑے کے دنوں میں اس قدر برف پڑتی ہے -
کہ رستے اٹ جاتے ہیں ؛

تجارت اور حرفت

اس صوبے سے غیر علاقوں کو تجارت کے لئے یہ
چیزیں جاتی ہیں - پشاور سے مٹی کے جلا دار برتن -
کئی قسم کے ہتھیار مثلاً تلواریں - پستول - خنجر - لاٹھی
کے دستے جن پر چمڑا منڈھا ہوا ہوتا ہے - تانبے کے
برتن مثلاً آفتابہ - رکیبی - گلاس - لوٹے وغیرہ - اور شلوار -
دوسوتی - لنگیاں - کلابتونی کلاہ ؛ ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور
ہزارے سے لنگیاں اور کمبل - بنوں سے گڑ اور شکر -
کوہاٹ سے نمدۂ زردوزی - کھیریاں اور چوبدستی وغیرہ ؛
ان کے سوا کئی قسم کا غلہ - روئی - نیل - شہد - چارے -

آلو۔ چمڑا وغیرہ اشیا باہر کو جاتی ہیں۔ پوندے لوگ جو بڑے تاجر مشہور ہیں۔ خراسان کی طرف سے آکر اس صوبے میں سوداگری کرتے ہیں۔ ریشم۔ چرس۔ کلابتوں۔ سمور۔ پستہ۔ سیب۔ انگور۔ بادام۔ کشمش۔ داکھ۔ منقےٰ۔ ہینگ۔ اون۔ مجیٹھ باہر سے لاتے ہیں۔ اور مذکورہ بالا چیزیں لے جاتے ہیں *

حکومت

اس صوبے کے اعلےٰ حاکم صاحب چیف کمشنر بہادر ہیں۔ جو براہ راست حضور ویسرائے و گورنر جنرل کشورِ ہند کے ماتحت ہیں *

ڈیرہ اسمٰعیل خاں

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی دو تحصیلیں ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور ٹانک کل اور تحصیل کلاچی کے ۸۷ گاؤں شمال مغربی سرحدی صوبے میں شامل ہوئے ہیں۔ اس علاقے کو دامان کہتے ہیں۔ یہاں کی زمین میں پہاڑی نالوں اور مینہ کے پانی

سے کھیتی ہوتی ہے۔گیہوں اور باجرا اِس جگہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے + اِس زمین میں کُواں کوئی نہیں ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے۔کہ اگر کُواں کھودتے ہیں۔تو پانی تلخ نکلتا ہے۔اِس سبب سے موسم گرما میں یہاں کے باشندے بڑی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔بلکہ اکثر مُسافر مارے پیاس کے مر جاتے ہیں۔اور بہت سے لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر گرد و نواح کی بستیوں میں جا بستے ہیں۔ ضلع بنّوں اور اِس ضلع کی سرحد کے درمیان ایک پہاڑ ہے۔جس کو غنڈط کہتے ہیں۔وہ البتّہ سرد ہے۔ اِس پہاڑ پر اکثر صاحب لوگوں نے مکانات بنا لئے ہیں۔ تالاب اور سرد و شیریں چشمے نکالے ہیں۔اِس پر اکثر لوگ جا رہتے ہیں + علاقۂ ٹانک میں اکثر چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔صرف شہر ٹانک وہاں کے جاگیردار کی سکونت کے سبب سے زیادہ آباد اور مشہور ہے۔اِس شہر میں کچھ سرکاری فوج بھی رہتی ہے۔اِس جگہ لوہا اور بُرادہ بہت بکتا ہے + اِس علاقے میں بھی کُواں کوئی نہیں ہے۔تمام علاقہ ایک نہر سے سیراب ہوتا ہے۔یہاں کے باشندے زیادہ تر مُسلمان ہیں۔

ہندو کم ہیں۔ اِس نواح کا خربوزہ دُور تک مشہور ہے۔ یہاں کے لوگ گدھے اور بیل پر اکثر سوار ہوتے ہیں۔ اِس علاقے میں ڈیرہ اِسمٰعیل خاں۔ پہاڑ پور۔ شیخ بُدین۔ ٹانک اور کلاچی مشہور قصبے ہیں +

ڈیرہ اِسمٰعیل خاں۔ یہ شہر ڈیرہ غازی خاں کے شمال میں اور لاہور سے دو سَو پندرہ میل مغرب کی طرف دریائے سندھ کے پار آباد ہے۔ اِس میں بلوچ اور پٹھان بستے ہیں۔ ہندو بہت کم ہیں۔ تجارت کی منڈی ہے۔ یہاں سے دریائے سندھ کے رستے ہزاروں من اناج۔ اُون اور اَور مال سکھر اور کراچی کو جاتا ہے۔ سال بھر میں دو مرتبہ پوندے رفرقے کے تاجروں کے قافلے اِس شہر میں سے گزرتے ہیں +

پہاڑ پور ڈیرہ اِسمٰعیل خاں سے ۱۸ میل شمال مشرق کو واقع ہے۔ بڑی رونق کی جگہ ہے۔ گرد و نواح کے تمام علاقے میں تجارت کا مرکز یہی ہے۔ یہاں کی زمین زرخیز ہے۔ جدھر نگاہ کریں۔ ہری ہری کھیتیاں لہلہاتی ہوئی نظر آتی ہیں +

شیخ بُدین اِسی نام کی پہاڑی پر ڈیرہ اِسمٰعیل خاں

سے ۵۴ میل شمال کو اور بنّوں سے ۶۴ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہاں کی آب و ہوا سرد ہے۔ اس لئے موسم گرما میں اکثر صاحبانِ انگریز ڈیرۂ اسمٰعیل خاں اور بنّوں سے آکر یہاں رہتے ہیں ÷

ٹانک۔ ڈیرۂ اسمٰعیل خاں سے چالیس میل شمال مشرق کی طرف ایک نالے پر واقع ہے۔ جاگیردارِ ٹانک کے رہنے کی جگہ ہے۔ تجارت اچھی ہوتی ہے۔ یہاں ایک پرانا قلعہ ہے ÷

کلاچی۔ ڈیرۂ اسمٰعیل خاں سے ستائیس میل مغرب میں لونی ندی کے کنارے واقع ہے۔ گنڈہ پور فرقے کے پٹھانوں کا صدر مقام ہے۔ اس قصبے کے کوؤں کا پانی تلخ اور بد مزا ہے۔ نہ اُن کے نواح میں کچھ زراعت ہوتی ہے۔ نہ کہیں رونق و شادابی ہے۔ زمین ریتلی ہے۔ درخت کا نام نہیں ÷

بنّوں

پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ ضلع بنّوں کی دو تحصیلیں یعنے عیسے خیل اور میانوالی پنجاب کے نئے ضلع میانوالی میں

شامل ہوگئی ہیں۔ اور دو تحصیلیں بنّوں اور لکّی مروت شمال مغربی سرحدی صوبے میں ملا دی گئی ہیں۔ سلسلۂ کوہ میدانی قدرتی طور پر اس علاقے کو پہلی دونو تحصیلوں سے جدا کر دیتا ہے۔ اس سلسلۂ کوہ کے مغرب میں بنّوں کے گرد و نواح کی زمین دریائے کُرّم اور اس کے معاونوں سے سیراب ہوتی ہے ◆

اس علاقے میں دریائے کُرّم کا پانی جا بجا دہ بدہ بلکہ ہر ایک گلی کوچے میں پہنچتا ہے۔ سب قسم کا غلّہ یہاں پیدا ہوتا ہے۔ زمین بہت سیر حاصل ہے ◆ گھاس کی بڑی افراط ہے ◆ اس پرگنے میں ایک قسم کی گھاس جس کو شفتالو کہتے ہیں۔ مویشی اور گھوڑوں کے لیئے بوتے ہیں۔ اس کے کھانے سے جانور بہت تیار ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ اس کو بو کر چار چار مرتبے کاٹتے ہیں۔ جہاں کھیت کاٹا۔ پھر وہ تھوڑے دنوں میں ویسا ہی بڑھ گیا۔ اس کا بیج رائی کے بیج جیسا ہوتا ہے ◆ دلیپ گڑھ۔ غوری والا۔ شمسی خیل۔ چشمہ و خیل میں دو یا تین گز زمین کھودنے سے پانی نکل آتا ہے ◆ شمسی خیل اور مروتی نیل کی کھجوریں مشہور ہیں ◆

ڈیرہ لیپ گڑھ سے جو سڑک لکّی کو گئی ہے۔ اُس پر
چار کوس تک برابر دو رویہ شیشم اور توُت کے درخت
لگے ہوئے ہیں۔ ڈیرہ لیپ گڑھ میں اکثر لوہا۔ اُون۔ لکڑی
اور میووں میں سے اخروٹ۔ داکھ کی خرید و فروخت
ہوتی ہے ٭ آم۔ انار۔ شفتالو۔ انجیر اِس زمین میں
بہت عُمدہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ چُنانچہ ڈیرہ لیپ گڑھ میں
انجیر اور آم لگائے گئے تھے۔ انجیر ایسے شیریں اور
خوش ذائقہ پیدا ہوئے۔ جیسے کابُل اور قندھار کے
ہوتے ہیں۔ مگر اِس مُلک میں زمینداروں کو ایسی چیزوں
کا شوق نہیں ہے ٭

لکّی کے گرد و نواح کی زمین ریتلی ہے۔ تمام علاقہ
ریگستان ہے۔ پر خُدا کی قُدرت سے ریگستان میں گیہوں
اور چنے نہایت اعلےٰ قسم کے اور اِس کثرت سے پیدا
ہوتے ہیں۔ کہ ڈیرہ جات۔ مُلتان اور منٹگمری کو
یہیں سے جاتے ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ
اُونٹنیوں کا گھی بھی یہاں نکال کر اِستعمال میں لاتے
ہیں۔ اور فروخت کرتے ہیں۔ کوئیں یہاں نہیں ہیں۔
گھنبیلہ ندّی کا پانی پینے کے کام آتا ہے ٭ اِس کا

پانی دس دس کوس سے آ کر لے جاتے ہیں۔ بعض جگہ بارش کا پانی کسی تالاب میں محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اُس کو پیتے ہیں۔ اِسی سبب سے ناڑوے یعنی رشتے کی بیماری اِن لوگوں کو اکثر ہو جاتی ہے ؂

کوہاٹ

اِس ضلع میں ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے۔ اُس کو پانی میں اُبال کر مومیائی بناتے ہیں۔ نمک بھی یہاں کثرت سے ہوتا ہے۔ اور علاقہ ہنگو میں چاول سوغات کے لائق پیدا ہوتے ہیں۔ اِس کے مشہور قصبے اور گاؤں یہ ہیں۔ کرک۔ لت ممبر۔ بہادر خیل۔ تھل۔ تورے زئی۔ محمد زئی۔ تورغ۔ ہنگو۔ استنر زئی۔ کچی مڑی۔ دھودہ۔ شکر درہ۔ خوڑہ۔ نیرائی ؂ خاص شہر کوہاٹ پشاور کے دکھن کی طرف لاہور سے ۲۱۵ میل گوشۂ شمال و مغرب میں ہے۔ یہاں ایک سرکاری قلعہ ہے۔ اِس شہر کے دامن میں پانی کے کئی چشمے جاری ہیں۔ گرمیوں میں اِن چشموں کا پانی اِتنا سرد ہو جاتا ہے۔ کہ ایک گلاس ایک دم نہیں پیا جاتا۔

اور سردیوں میں بہت گرم ہو جاتا ہے۔ ہنگو کوہاٹ سے ۲۷ میل جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس کے شمال میں میراں زئی کا علاقہ ہے۔ اس کی زمین پتھریلی اور بنجر ہے۔ یہاں پانی کی قلت ہے۔ اس لئے کھیتی کیاری بہت کم ہوتی ہے۔ مگر جنوبی علاقے میں بہت سے چشمے اور ندی نالے ہیں۔ اس لئے یہ حصہ زرخیز ہے۔ زراعت خوب ہوتی ہے۔ باغات اور درخت بکثرت ہیں ٭ تیرائی کوہاٹ سے ۳۴ میل کے فاصلے پر دریائے تیرائی کے کنارے آباد ہے۔ خٹک فرقے کے سرداروں کی ریاست کا مقام ہے۔ اشنر زئی میں بنگاشی لنگیاں نہایت خوبصورت اور نفیس بنی جاتی ہیں۔ اکثر لوگ تحفے کے طور پر بھیجتے ہیں۔ اچھی لنگی ۳۵ روپے تک قیمت پاتی ہے ٭

پشاور

اس ضلع کے جنوب مشرق میں تو دریائے سندھ ہے۔ باقی سب طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ اور بیچ میں میدان ہے۔ زیادہ آبادی یہاں مسلمانوں کی ہے۔

ہندو بہت تھوڑے ہیں۔ تمام علاقے میں عموماً پشتو زبان بولی جاتی ہے۔ مگر پشاور کے قریب علاقۂ خالصہ میں پنجابی بھی بولتے ہیں ÷ اس علاقے میں سب قسم کی اجناس پیدا ہوتی ہیں۔ خصوصاً بارڑہ ندّی کے کنارے چاول بہت اچھے ہوتے ہیں۔ ہشت نگر کا گڑ مشہور ہے۔ علاقۂ یوسف زئی میں تمباکو اعلےٰ قسم کا ہوتا ہے۔ جو تمام ہندوستان میں دور دور تک تحفے کے طور پر جاتا ہے۔ علاقۂ ملول میں عنّاب کثرت سے ہوتے ہیں ÷

اس علاقے میں مشہور مقام یہ ہیں۔ قلعۂ میکسن۔ قلعۂ مچنی۔ قلعۂ شب قدر۔ تنگی۔ چار سدّہ۔ پڑانگ۔ ہشت نگر۔ مردان۔ نوشہرہ ÷

پشاور لاہور سے ۲۲۵ میل گوشۂ شمال و مغرب کی طرف دریائے سندھ کے پار ۴۴ میل کے فاصلے پر بستا ہے۔ سطح سمندر سے ایک ہزار فٹ بلند ہے۔ اس مقام پر ایران وغیرہ تمام مسلمانوں کے ملکوں سے سوداگری کا اسباب آتا ہے ÷ یہاں سرائے بہت عمدہ اور خوبصورت بنی ہوئی ہے ÷ چھاؤنی بھی ہے۔

پشاور کی آبادی نہایت خوبصورت اور رونق دار ہے۔ عمارات عالی شان اور بازار بہت اچھے ہیں۔ پانی کی نہریں شہر کے اندر اور گرداگرد چاروں طرف جاری ہیں۔ سکھوں کے عہد میں اس کو بڑی رونق ہوئی تھی + کابل کی طرف سے یہاں تجارت کا مال بہت آتا ہے۔ خصوصاً ہر قسم کے میوے۔ جیسے بادام۔ انگور۔ سیب۔ جلال آبادی انار۔ پستہ۔ کشمش۔ سردہ۔ ولایتی گنے۔ ان کے سوا موسم سرما میں پوستین۔ سمور۔ سنجاب۔ شتری چغے وغیرہ اور گھوڑے بھی کثرت سے آتے ہیں + اس شہر کے چاول عمدہ اور خوشبودار ہوتے ہیں۔ مٹی اور تانبے کے برتن نہایت نفیس بنتے ہیں۔ تلواریں۔ پستول۔ خنجر۔ پیش قبض وغیرہ ہتھیار بہت اچھے تیار ہوتے ہیں۔ پشاور کے پنکھے دور دور تک جاتے ہیں۔ یہاں کا دنبہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ اس کا گوشت بڑا لذیذ ہوتا ہے + اس شہر کے نامی مکانات یہ ہیں۔ گور گھٹڑی۔ گرو گورکھ ناتھ کا مندر۔ اب اس میں انگریزی پلٹن رہتی ہے۔ قلعۂ بالا حصار۔ اس کی عمارت سنگین ہے۔

اَور اُس میں سرکاری میگزین رہتا ہے۔ علی مردان خاں کا باغ جہاں ضِلع کی کچہری ہوتی ہے۔ شالا مار باغ۔ باؤشاہی باغ۔ یہ دونو باغ سِکھّوں نے اُجاڑ دِئے تھے۔ اب صِرف کھنڈر باقی ہیں۔ وزیری باغ سَیر کے قابل اَور بے نظیر باغ ہے۔ جامع مسجد۔ اِس کی عِمارت چنداں قابلِ تعریف نہیں ہے +

ہزارہ

یہ ضِلع زمانۂ سابق میں ایک مُلک تصوُّر کیا جاتا تھا۔ چُنانچہ اب تک مُلکِ ہزارہ مشہُور ہے۔ سِکھّوں کی عملداری سے پہلے مسُلمانوں کے قبضے میں تھا۔ سنہ ۱۸۴۶ء میں مُلکِ کشمیر کے مہاراجہ گُلاب سِنگھ کے ہاتھ فروخت ہُوا۔ مگر اُس سے اِس کا بندوبست نہ ہو سکا۔ اِس لئے دربارِ لاہور کے ساتھ شامِل کر لیا گیا + اُس مُلک کا دارُالخلافہ پہلے ہری پُور تھا۔ یہ قصبہ ہری سِنگھ کا آباد کیا ہُوا ہے + اِس کی آبادی دُون میں ہے۔ اِس کے بیچ میں ڈور ندّی بہتی ہے۔ جس کے باعث تمام مُلک سرسبز

رہتا ہے۔اِس ندّی کے کنارے جو جو گاؤں ہیں۔
اُن میں پیداواری بہت ہوتی ہے۔ گنّے۔ ہلدی اور
گھاس وغیرہ اشیا نہایت افراط سے پیدا ہوتی ہیں۔
اِس کے قریب قصبۂ سکندر پور ہے۔اِس کی آبادی
پرانی ہے۔اِن دونو قصبوں کے درمیان قلعہ ہرکشن گڑھ
ہے۔ایبٹ آباد جو لاہور سے ایک سَو اسّی میل گوشۂ
شمال و مغرب میں آباد ہے۔چھاؤنی کا مقام ہے۔
اِس کی دلکش فضا۔دلفریب نظارہ اور آس پاس
کے پہاڑوں کی بہار قابلِ دید ہے +

نواشہر۔ ایبٹ آباد سے ساڑھے تین میل مشرق کو
ہے۔یہاں انگریزی کپڑے۔نمک اور گھی کی بڑی
تجارت ہوتی ہے +

بفّہ۔تجارت کی منڈی ہے۔یہاں کے کھتّری امرتسر
اور لاہور کے ساہوکاروں سے حساب کتاب اور لین دین
رکھتے ہیں۔نیل۔کپڑا اور تانبے کے برتن یہاں باہر
سے آتے ہیں۔اور اناج دساور کو جاتا ہے +

ریاستیں

پنجاب میں کُل ۳۶ ریاستیں ایسی ہیں-جہاں راجا اور نوّاب حکومت کرتے ہیں-یہ نوّاب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کے ماتحت ہیں - اُن کے ناموں کی فہرست ذیل میں درج ہے +

پٹیالہ- بہاول پور - جینڈ - نابھہ - کپور تھلہ - منڈی - سرمور - مالیر کوٹلہ - فرید کوٹ - چنبہ - سُکیت - کلسیہ - پاٹودی - لوہارو - دوجانہ +

کوہستانِ شملہ کی ریاستیں یہ ہیں +

بلاسپور - بشہر - نالاگڑھ - کیونٹھل - باگھل - بگھاٹ - جُبّل - کُمار سین - بھجّی - کُنہار - میلوگ - بلسن - دھامی - کُٹھار - دانگل - بیجا - دُرکٹی - تروج - سانگری - روائی - وادھی +

ریاستِ جمّوں و کشمیر

شہر جمّوں پہاڑ پر ہے-اِس پہاڑ کے نیچے مشرق

اور جنوب کی طرف ایک ندّی بہتی ہے۔ جس کا نام
توی ہے۔ یہ ندّی رجوڑی کے پہاڑ سے نکلی ہے۔
جو کشمیر کے رستے میں واقع ہے ٭ شہر کا حال یہ
ہے۔ کہ اگرچہ دُور تک آباد ہے۔ لیکن بے رونق
ہے۔ صرف ایک مکان جس کو راجہ کی منڈی کہتے
ہیں۔ اور جہاں دربار ہوتا ہے۔ سیر کے قابل ہے۔
اس کے مُتّصِل مہاراجہ کے محل بنے ہُوئے ہیں۔
شہر کے بیچ میں مسلمانوں کی پرانی عمارتیں۔
مسجدیں اور قبریں بہت ہیں۔ پیر مٹّھا کی ایک
خانقاہ اس شہر میں نامی ہے۔ ان کے سوا
ہندوؤں کے دو بڑے مشہور مقام ہیں۔ ایک
پرمنڈل جس کو راجہ گُلاب سنگھ نے ہزاروں
روپے خرچ کرکے بنوایا تھا۔ دُوسرا ویشنو دیوی کا
مندر۔ یہاں بڑا میلہ ہُوا کرتا ہے ٭
یہاں کا قلعہ کُچھ مضبوط اور لڑائی کے قابل
نہیں ہے۔ صرف راجہ کے چند سپاہی وہاں رہتے
ہیں۔ مگر اس قلعے اور شہر کے گرداگرد جھاڑ
اور جنگل اس کثرت سے ہیں۔ کہ اگر آمد و رفت

کا رشتہ بند کر دیا جائے۔ تو یہ جنگل گویا ایک
قلعہ بن جائے + یہاں پہلے تو یہ صورت تھی۔کہ
معاملے اور محصول کی سخت گیری سے ہر ایک
شخص نالاں تھا۔ مگر جب سے سرکارِ انگریزی نے
اس مُلک میں ایک کونسل قائم کی ہے۔اِنتظام کچھ
دُرستی پر آتا جاتا ہے۔ رزیڈنٹ صاحب اُس
کونسل کے نگراں ہیں + جمّوں کے سوا اِس ریاست
میں مشہور شہر یہ ہیں۔ سری نگر جو اِس کا
دارُ الخلافہ ہے۔ اِسلام آباد دریائے جہلم کے کنارے
دستکاروں کی بستی ہے۔ گلگت اور اسکاردو بھی
بڑے بڑے شہر ہیں +

خاص وادیٔ کشمیر اِس ریاست میں ایک
بے نظیر خطّہ ہے +

اس خطّے میں ایک بڑا وسیع میدان کوسوں
تک چلا گیا ہے۔جس میں سینکڑوں قصبے اور
گاؤں آباد ہیں۔ اور اِس میدان کے چاروں طرف
پہاڑوں کا سِلسلہ حلقے کے طور پر ہے۔ اِن
پہاڑوں کے اِحاطہ کرنے کے سبب سے صِرف چار

پانچ راشتے اِس خطّے سے غیر مُلکوں کو آنے جانے کے لیئے ہیں۔ تمام خطّۂ کشمیر میں ہر طرف چمن زار اور عالم بہار ہے۔ ہزاروں جگہ پانی کے چشمے زمین سے اور پہاڑوں کی بلندی سے نکلتے ہیں۔ باغات اس کثرت سے ہیں۔ کہ اِنسان کی رُوح تازہ ہو جاتی ہے۔ میوے اِفراط سے پیدا ہوتے ہیں*

یہ مُلک بہت سے پرگنوں میں مُنقسم ہے۔ اکثر پہاڑی پرگنے ہیں۔ اور چند پرگنے میدان میں واقع ہیں*

نامی مکانات دو قِسم کے ہیں۔ ایک وُہ جو شہرِ سری نگر میں ہیں۔ اور وُہ دس ہیں۔ شاہ ہمدان کی خانقاہ جو شہر کے شمالی حصّے میں واقع ہے۔ شاہ مخدُوم کی خانقاہ۔ دِلاور خاں کا باغ۔ تختِ سُلیمان۔ پشمینہ بافوں کے کارخانجات۔ جامع مسجد۔ قلعۂ ہری پربت۔ شیخ باغ۔ ٹکسال یعنی دارُ الضّرب۔ حمّامات*

دُوسرے وُہ مکانات جو شہر کے باہر واقع ہیں۔ اور وُہ نَو ہیں۔ چمنِ چار چنار۔ نسیم باغ۔

شالامار باغ - نِشاط باغ - گپُت گنگا - پریوں کے محل - زَینُ العابدِین مالنگ - امر ناتھ جی - مٹن صاحب از چشمۂ بیری ناگ ٭

مُلکِ کشمیر میں اَور بہُت سے پہاڑی مُلک شامل ہیں - جَیسے لدّاخ - تبّتِ خُرد - اسکاردُو - گِلگِت - کھکھ - بنبہ - رجَوڑی - بِھنبر - جموّں ٭

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۷	حرفِ مکسور کے نیچے دو جگہ کے سوا سب جگہ زیر لکھا گیا۔ اوّل یاے مجہول کے ماقبل۔ دوسرے یاے معروف کے ماقبل جو لفظ کے آخر ہے +	دیر۔ دے۔ دی +
۸	حرفِ مضموم کے بعد اگر واوِ مجہول نہیں ہے۔ تو اُس پر پیش لکھا گیا +	شُکر
۹	واوِ معروف کے ماقبل پیش لکھا گیا +	دُور
۱۰	واوِ مجہول کے ماقبل پیش نہیں لکھا گیا +	مول
۱۱	الف۔ واوٗ اور یے کے سوا لفظ کے درمیان جو حرف ساکن ہے۔ اُس پر جزم لکھا گیا +	صبْر
۱	اِستفہام کی علامت	؟
۲	ندا۔ تعجّب۔ حسرت۔ دُعا۔ قسم۔ خوشی کی علامت	!
۳	تھوڑے وقفے کی علامت	۔
۴	پُورے وقفے کی علامت	+

ہدایت۔ جہاں پُورا وقفہ ہے۔ وہاں پڑھنے میں زیادہ ٹھیرنا چاہیئے۔ باقی جگہ کم +

THE PUNJAB SCHOOL SERIES.

GEOGRAPHY OF THE PUNJAB

AND

N.-W. F. PROVINCE.

PRESCRIBED, UNDER THE ORDERS OF THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION, PUNJAB, FOR THE 3RD CLASS OF PRIMARY SCHOOLS.

Printed and Published for the Education Department, and the Text Book Committee, Punjab,

BY

RAI SAHIB MUNSHI GULAB SINGH AND SONS, AT THE MUFID-I-'AM PRESS, LAHORE.

1903.

3rd Edition 5,000 *Copies.* *Price* 0-3-9.